مجلہ سنہ ۱۹۹۸ء

امام احمد رضا کانفرنس

یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا رجسٹرڈ پاکستان

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

امام احمد رضا کانفرنس ۹۸ء

کے شاندار انعقاد پر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا
کرتے ہیں کہ یہ کانفرنس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
کے مشن "عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"
کو قلب و اذہان میں اُجاگر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ آمین

منجانب
حاجی محمد رفیق برکاتی۔ کراچی

مجلّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنہ 1998ء

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

تم میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (آلِ عمران)

امام احمد رضا کانفرنس ۹۸ء

۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۹۸ء بروز جمعرات

ہوٹل ہالیڈے اِن اسلام آباد

اِدارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ)

مجلسِ انتظامیہ
اسلام آباد شاخ
سرپرست
علامہ پیر علاؤ الدین صدیقی
علامہ سید حسین الدین شاہ
چیئرمین
کے۔ ایم۔ زاہد
جنرل سیکریٹری
حافظ محمد شفیق ایڈووکیٹ
کوآرڈینیٹر
مشکور حسین قادری
جوائنٹ سیکریٹری
قاری خورشید احمد قادری
پریس سیکریٹری
چوہدری محمد اسلم
سیکریٹری رابطہ عامہ
راجہ محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ
ادارۂ تحقیقاتِ امامِ احمد رضا (رجسٹرڈ)
ڈی-۴/۴۴، اسٹیٹ-۳۸، سیکٹر ایف ۱/۶، اسلام آباد- پوسٹ کوڈ ۴۴۰۰۰
پوسٹ بکس-۱۰۲۹۱، فون؛ ۸۲۵۵۸۷-موبائل: ۰۳۵۱-۷۲۱۰۹۲۰، اسلامی جمہوریہ پاکستان

مجلس علماء
بانی • سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ
سرپرست
• ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد • علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
صدر • سید وجاہت رسول قادری
نائب صدور
حاجی شفیع محمد قادری
پروفیسر ڈاکٹر عبدالباری صدیقی
جنرل سیکریٹری
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
جوائنٹ سیکریٹری
السید زاهد سراج القادری
فنانس سیکریٹری
منظور حسین جیلانی
سیکریٹری اطلاعات و مطبوعات
حاجی عبداللطیف قادری
اراکین
سید ریاست رسول قادری
محمد حنیف رضوی
سید اویس علی قادری
آفس منیجر
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
اکاؤنٹ منیجر
سید محمد خالد القادری
آفس اسسٹنٹ
سید زاهد اللہ قادری
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان
مرکزی دفتر: ۲۵، دوسری منزل، جاپان مینشن، ریگل صدر کراچی۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰، پوسٹ بکس ۴۸۹ فون ۷۷۲۱۲۱۹ / ۷۲۵۱۵۰، ٹیلیگرام المختار
شاخ: ڈی-۴/۴۴، اسٹریٹ ۳۸، سیکٹر ۱/۶-ایف، اسلام آباد۔ پوسٹ کوڈ ۴۴۰۰۰ پوسٹ بکس: ۲۹۱۰، ٹیلیفون: ۸۲۵۵۸۷

نعت رسول مقبول ﷺ

امام احمد رضا محدث بریلوی

چمنِ طیبہ میں سُنبل جو سنوارے گیسو
حُور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

سُوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

کعبۂ جاں کو پہنایا ہے غلافِ مشکیں
اُڑ کر آئے ہیں جو اَبرو پہ تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جُھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شُکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

دیکھو قرآن میں شبِ قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو !

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جُدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اُمڈیں
اَبروؤں پر وہ جُھکے جھوم کے بارے گیسو

تارِ شیرازۂ مجموعۂ کونین ہیں یہ
حال کُھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

راہی ضیائی

آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

○

پیکر عشق و حسن وفا چاہیے
"آج دنیا کو احمد رضا چاہیے"

شمع حق جو اندھیروں میں روشن کرے جو عقیدت، محبت کا پیغام دے
جس سے دنیا کو راہ ہدایت ملے ہم کو ایسا ہی اک رہ نما چاہیے
آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

عالمان شریعت کی تحقیق کو کاملان طریقت کی تحقیق کو
مفتیان ہدایت کی تحقیق کو اک وسیع النظر مقتدا چاہیے
آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

جس کا کردار، کردار اسلاف ہو جس کا گفتار، گفتار اسلاف ہو
جس کی ایثار، ایثار اسلاف ہو وہ سراپا شریعت ادا چاہیے
آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

نیر برج ارشاد عالم کہیں عاشق سیرت غوث اعظم کہیں
مفخر بو حنیفہ جسے ہم کہیں جو حقیقت کا ہو آئینہ چاہیے
آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

زور بازوئے باطل کو جو توڑ دے سرکشی اور تمرد کا رخ موڑ دے
رشتہ دل جو ایمان سے جوڑ دے وہ مجدد، امام وفا چاہیے
آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

جس سے عزت ملے، جس سے عظمت ملے منزل زیست کو جاہ و حشمت ملے
ایسی راہی ضیائی کو دولت ملے نقش پائے شفیع انورا چاہیے
آج دنیا کو احمد رضا چاہیے

☆ ○ ☆

☆ دارالعلوم ضیاءالحبیب، مرولیا ضلع پرولیا (مغربی بنگال)

سید وجاہت رسول قادری

بتاج عالم آرائش کہ خورشید
چنیں زیبندہ افسر نباشد
(حافظ)

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی ہمہ جہت شخصیت دور حاضر کی ایک مثالی عبقری شخصیت ہے بلکہ نگاہ انصاف سے دیکھا جائے تو گذشتہ دو صدیوں میں بھی ان کی نظیر مشکل سے ہی دکھائی دے گی۔

امام احمد رضا کو یہ مقام ان کی تحریر اور کردار نے دیا ہے۔ وہ علم و عمل اور عشق و وفا کے پیکر جمیل تھے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ یہ خوبیاں اپنے کسی محبوب بندے میں جمع فرما دیتا ہے تو اس کا وجود کامل اور اس کی ذات آفاقی ہو جاتی ہے لیکن ایسی ہمہ جہات اور دیدہ ور شخصیت صدیوں میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ زمانے کی پیشوا ہوتی ہے اور زمانہ انھیں اپنا قائد اور امام تسلیم کرتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہی وجہ ہے کہ آج امام احمد رضا کی شخصیت عالمی سطح پر اہل علم کے لئے مرکز توجہ اور کروڑوں پرستاران شمع توحید کے لئے عقیدت و محبت کا محور ہے۔

علوم و فنون کی دنیا میں امام احمد رضا کی شخصیت بڑی مستحکم ہے۔ "مجدد ملت" کی عبا کا وقار آپ ہی کے علمی قدوقامت پر سجتا ہے' یہی وجہ ہے کہ ان سے سخت علمی اور مسلکی اختلاف رکھنے والے بھی ان کی عبقریت اور ہمہ گیریت کے قائل نظر آتے ہیں۔ اب کائنات نے اپنے محبوب مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "ورثہ علمی" سے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا' اسی بناء پر نامور علماء عرب و عجم اور حرمین شریفین کے جید فقہا و محدثین نے آپ کے فضل و کمال اور علم و عمل کو خوب خوب سراہا ہے۔

آج ملکی اور بین الاقوامی جامعات کے محققین امام احمد رضا کے خزانہ علمی اور ان کے افکار و نظریات سے نہ صرف مستفیض ہو

رہے ہیں بلکہ ان سے اپنی تحقیقات کے حسن کو دوبالا کر رہے ہیں۔
امام احمد رضا کی تحریر و تحقیق کا امتیازی نشان یہ ہے کہ آپ کا ہر دعویٰ سینکڑوں دلائل و براھین سے مزین اور ماخذ و مراجع سے معمور ہوتا ہے۔ وہ سائل کو اس کی سمجھ، فکر اور علم کی سطح کے اعتبار سے اتنا وافر مواد فراہم کرتے ہیں کہ قاری کسی مسئلہ میں تشنگی کا شکار نہیں ہوتا۔ لیکن بایں ہمہ شان و شوکت قلم اور جلالت علم احمد رضا کی حیات کا مرکزی اور نمایاں پہلو "عشق رسول" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اسی "جذبہ عشق صادق" نے امام احمد رضا کو تاقیامت زندہ جاوید بنا دیا اور یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس کے گرد تمام عالم انسانیت کو اکٹھا کرنے کی وہ تاحیات سعی مسلسل فرماتے رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ان کی عقیدت و شیفتگی اس قدر مثالی ہے کہ یہی ان کی حیات کا عنوان قرار پاتی ہے، یہاں تک کہ امام احمد رضا کا کوئی ذکر بغیر اس حوالے کے نامکمل تصور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مسجد نبوی شریف میں نصب شدہ کھجور کے ایک سوکھے درخت کے تنے "استون حنانہ" سے یہ سبق سیکھا کہ "مرکز حیات" "منبع حیات" "اصل حیات" اور "جان حیات" یہی "عشق مصطفیٰ" ہے۔ رگوں میں دوڑنے پھرنے والے خون میں، یہ "عشق مصطفیٰ" نہ ہو تو انسان زمین کے اوپر ایک چلتی پھرتی لاش کے سوا کچھ نہیں! اور اگر اس "عشق مصطفیٰ" سے وہ سرشار ہے تو وہ زمین کے اندر بھی حیات جاودانی سے مشرف! چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا

امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ روز اول سے دو قومی نظریہ کے علمبردار رہے اور آخر عمر تک اس کے لئے کوشاں رہے۔ وہ ہنود و یہود اور کفار و نصاریٰ کی سیاسی چالبازیوں اور جعلسازیوں سے بخوبی باخبر تھے اس لئے ملی سیاست کے ہر اہم مرحلہ پر انہوں نے اہل اسلام کو بروقت خبردار کیا اور ہندوؤں کے خفیہ ارادوں، ہندو مسلم اتحاد اور یہود و نصاریٰ کی سازشوں اور ان کے خطرناک نتائج سے بھی آگاہ کیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب قائداعظم محمد علی جناح، ڈاکٹر محمد اقبال اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی جیسے عالم جلیل بھی متعصب ہندو لیڈر گاندھی کے "فسون سامری" کے اسیر تھے۔ چنانچہ امام احمد رضا مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو ایک خط میں تنبیہہ فرماتے ہوئے اپنا یہ شعر تحریر کرتے ہیں:

یارب چہ کردست فسوں دم گاندھی
لیڈر پس رو، امام اقدم گاندھی

امام احمد رضا صرف ہندوؤں کو ہی مسلمانوں کا دشمن نہیں سمجھتے تھے بلکہ کافر و مشرک، یہود و نصاریٰ آتش پرست، ستارہ پرست سبھی کو مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا
مرتد، مشرک، یہود و گھبو ترسا

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے آج سے ۸۰ برس پہلے ان دشمنان اسلام سے دوستی و وداد کو حرام قرار دیا ہے۔ ان کی نفسیات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے۔
اول اس کی موت، کہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔
دوم، یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔ سوم، یہ بھی نہ ہو سکے تو آخری درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے۔ (یعنی غلامی کی زندگی بسر کرے۔)

آج بوسنیا، فلسطین، کشمیر، عراق، لیبیا اور پاکستان کے معاملات و واقعات امام صاحب کے سیاسی تدبر و بصیرت اور ان کی پیش بینی کی بین دلیل ہے۔ کاش کہ مسلمانان عالم اس وقت اس حامی دین و ملت کی باتوں پر کان دھرتے تو آج نہ کشمیر کا مسئلہ ہوتا، نہ فلسطین و بوسنیا کا نہ پاکستان کو کوئی طاقت آنکھ دکھا سکتی اور نہ عراق کی ذلت و رسوائی ہوتی، نہ حجاز مقدس کی سرزمین پر یہود و

نصاریٰ کی افواج کے ناپاک قدم اترتے۔

امام احمد رضا کی فکر کو اپنانے کی جتنی شدید ضرورت آج ہے وہ شاید کل نہ ہو سکے گی کہ کل اغیار سب کچھ تباہ کر چکے ہوں گے۔ ہمیں عشق رسول کے نور سے اپنی فکر کو منور کرنا ہوگا۔ اور "سنت رسول" کی روشنی میں اپنی روش کو بدلنا ہوگا یہی امام احمد رضا کی تعلیم کا نچوڑ ہے۔ اسے اپنائے بغیر نہ ہم بیرونی دشمنوں پر فتح حاصل کر سکتے ہیں نہ اندرونی منافقوں سے بطریق احسن نمٹ سکتے ہیں۔

امام احمد رضا سائنسی اصولوں کو قرآنی اصولوں پر پرکھتے تھے۔ اس کے خلاف کو وہ رد فرما دیتے تھے۔ حرکت زمین کے نظریہ کو انہوں نے اپنی قرآنی اصولوں کی بنیاد پر رد فرمایا ہے اور اس کے علاوہ ۱۰۵ عقلی دلائل بھی اپنے موقف کی حمایت میں پیش کئے ہیں۔ آج پاکستان کے مایہ ناز سائنسداں اور جوہری توانائی کے خالق، فخر ملت، محترم ڈاکٹر عبدالقدیر خاں صاحب اپنی ایک تحریر میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے جذبہ "عشق رسول" کو سراہتے ہوئے جدید سائنسی علوم میں ان کی دسترس کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

"امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لبریز تھی، آپ کی ساری زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آپ کی ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاشعاری کا نشان مجسم تھی۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے۔ سورج کو حرکت پذیر اور محو گردش ثابت کرنے میں آپ کے دلائل بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔"

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (پاکستان) امام موصوف کے انہی افکار و نظریات اور ورثۃ العلمی کے ابلاغ کے لئے ۱۹۸۰ء میں سید ریاست علی قادری مرحوم مغفور کی سربراہی اور ملک کی دو ممتاز محقق شخصیات محترم علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب اور حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں قائم ہوا۔

ادارہ ہر سال امام احمد رضا کے یوم وصال پر کراچی اور اسلام آباد میں امام احمد رضا کانفرنس کا اہتمام کرتا ہے۔ جس میں منتخب اہل علم و فن ملک اور بیرون ملک کے نامور محقق اور ماہرین فن حضرات امام صاحب کی شخصیت اور ان کی دینی، علمی اور ملی کارناموں پر تحقیقی مقالہ جات پیش کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر ہم سالانہ مجلّہ "معارف رضا" شائع کرتے ہیں جو اردو انگریزی اور (کبھی) عربی مقالات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اس موقعہ پر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مصنفہ غیر مطبوعہ کتب، اور خود ان پر لکھی ہوئی کتب بھی طبع کی جاتی ہیں۔

چنانچہ حسب روایت اس سال ۶/ر جون ۱۹۹۸ء کو ہالیڈے ان کراؤن پلازہ کراچی میں "امام احمد رضا کانفرنس" منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب نے کی اور جناب سید غوث علی شاہ صاحب وفاقی وزیر تعلیم بحیثیت مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ مندرجہ ذیل مقتدر علماء و فضلاء نے مقالے پیش فرمائے۔

۱۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری (کراچی)
۲۔ پروفیسر علامہ جی۔ اے حق محمد (اسلام آباد)
۳۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (انڈیا)
۴۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (فیصل آباد)
۵۔ پروفیسر شیخ سید حازم محمد احمد عبدالرحیم (مصر)
۶۔ ڈاکٹر محمد مالک (ڈیرہ غازی خان)
۷۔ مشتاق احمد شاہ الازہری (سرگودھا)
۸۔ صاحبزادہ میاں محمد مسرور احمد (کراچی)

اس کانفرنس کی اہم خصوصیت یہ تھی کہ جامعہ ازہر مصر سے نوجوان اسکالر شیخ حازم محمد احمد المحفوظ استاذ مساعد کلیۃ اللغات و الترجمہ ہماری دعوت پر مہمان مقالہ نگار کی حیثیت سے شریک ہوئے اور انہوں نے "امام احمد رضا اور علماء و بلاد عرب" کے حوالے سے ایک بسیط مقالہ عربی میں پڑھا جو اب کتابی صورت میں رضا

اکیڈمی لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ اس سے قبل شیخ حازم صاحب نے امام احمد رضا کے عربی کلام کو "بساتین الغفران" کے نام سے مرتب فرمایا ہے اور اس پر ایک بھر مقدمہ بھی تحریر فرمایا ہے جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اور رضا اکیڈمی لاہور کے اشتراک سے ۱۹۹۷ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ کراچی کانفرنس میں شیخ حازم صاحب کی ان تصنیفی خدمات پر امام احمد رضا خصوصی گولڈ میڈل ایوارڈ بھی ادارہ کی طرف سے دیا گیا۔

۱۹۹۷ء - ۱۹۹۸ء کا ایک اہم علمی کام ہمارے ملک کے ایک محقق جناب مشتاق احمد شاہ کا مصر کی مشہور اسلامی یونیورسٹی جامعتہ الازہر سے اعلیٰ حضرت کی فقاہت پر ایم فل کی ڈگری کا حصول ہے۔

محترم مشتاق احمد شاہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اول اسکالر ہیں جنہوں نے جامعتہ الازہر سے امام احمد رضا کے حوالے سے پہلی تھیسس پیش کر کے ایم۔ فل کی ڈگری حاصل کی ہے۔

آپ کے علاوہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے صاحبزادے مولانا ممتاز احمد سدیدی بھی اسی جامعہ سے امام احمد رضا کی عربی شاعری پر ایم۔ فل کر رہے ہیں ان کی تھیسس اب مکمل ہونے والی ہے۔ ان شاء اللہ جلد ان کو بھی سند "تخصص المجستیر" عطا ہوگی۔

ادارہ ہذا ہر سال امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی اور ایم فل کرنے والوں کو گولڈ میڈل اور سلور میڈل ایوارڈ دیتا ہے۔ اس سال ادارہ نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی کے موقع پر محترم مولانا مشتاق احمد شاہ الازہری کو جامعہ ازہر شریف سے امام احمد رضا کی فقاہت پر ایم فل کی ڈگری حاصل کرنے پر امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ (سلور میڈل) دیا ہے۔

اس سال ایک اہم کام یہ ہوا کہ ادارہ تحقیقات اسلامی' (انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) کے زیر اہتمام اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں ہونے والی "بین الاقوامی امام ابوحنیفہ کانفرنس" میں تقریباً ۵ اسکالرز نے امام احمد رضا کی شخصیت اور "فتاویٰ رضویہ" بحیثیت ماخذ فقہ حنفی پر مقالات پڑھے۔ ہم اس سلسلے میں جناب ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری صاحب' ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی کی خصوصی توجہ اور تعاون کے بہت ممنون ہیں۔

امام احمد رضا کی شخصیت اب عالمی سطح پر جامع العلوم شخصیت تسلیم کی جانے لگی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ ۲۵ سے زیادہ بین الاقوامی جامعات میں ان پر کسی نہ کسی زاویئے سے ریسرچ ورک مسلسل جاری ہے اور یہ سلسلہ بحمد اللہ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ دراصل امام احمد رضا کا یہ اعزاز و اکرام ان کے جذبہ صادق عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے۔ یہ ان کا "مصطفیٰ جان رحمت" کی بارگاہ اقدس میں "لاکھوں کروڑوں درود و سلام" بھیجتے رہنے کی جزاء ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' اسلام آباد شاخ کے حوالے سے ۹۸-۱۹۹۷ء کی ایک اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ یہاں ایک لائبریری کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا اور ادارہ کے دفتر میں ایک جدید کمپیوٹر بھی نصب کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام آباد دفتر کے چیئرمین جناب کے ایم زاہد صاحب' جنرل سیکریٹری جناب حافظ محمد شفیق صاحب کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔ ہم خاص طور پر محترم سید لخت حسنین شاہ صاحب' صدر مسلم ہینڈز' لندن' برطانیہ کے شکر گذار ہیں جنہوں نے برطانیہ سے ہمیں یہ جدید کمپیوٹر مہیا فرمایا ہے۔

اس وقت ادارے کے سامنے چار پراجیکٹ بہت اہم ہیں۔

۱۔ امام احمد رضا کے مخطوطات کو زیور طباعت سے آراستہ کرنا۔

۲۔ امام احمد رضا پر لکھی گئی تھیسس اور دیگر تحقیقی مقالہ جات کی اشاعت

۳۔ امام صاحب کی تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف کو ڈسکٹ میں منتقل کر کے INTER-NET کے نظام کروی سے منسلک کرنا۔

۴۔ ممالک عرب کی جامعات خصوصاً" مصر' بیروت' دمشق' اردن' عراق کی جامعات میں امام احمد رضا پر پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایم۔ فل کے کام کی رفتار کو بڑھانا اس سلسلہ میں مقامی اور عرب اسکالرز اور ان جامعات کے اساتذہ کے ساتھ رابطہ کو تیز تر کرنا۔

مہمان خصوصی اور صدر محترم اور ذی علم حضرات کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کی فکر و مشن کے حوالے سے ہم مندرجہ ذیل گذارشات پیش کرتے ہیں:

۱۔ امام احمد رضا جیسی محسن قوم کے یوم وصال پر ہر سال ٹی۔ وی اور ریڈیو پر مذاکرے کا اہتمام کیا جائے تاکہ تعلیمات و فکر رضا سے عوام الناس کو آگاہی حاصل ہو۔

۲۔ وفاقی شریعت کورٹ اور اسلامی نظریاتی کونسل میں فتاویٰ رضویہ کو فقہ اسلامی کے اہم ماخذ کے طور پر شامل کیا جائے۔

۳۔ ٹی وی ' ریڈیو اور سرکاری تقریبات میں امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنزالایمان سے استفادہ کیا جائے تاکہ شان رسالت اور عظمت الوہیت کی کسی بھی قسم کی تنقیص سے تحفظ حاصل رہے۔

۴۔ وفاقی اور صوبائی محکمہ تعلیمات کی اور دیگر تمام حکومتی لائبریریوں میں فتاویٰ رضویہ' امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن (کنزالایمان) اور امام احمد رضا کی دیگر تصانیف کو عوام الناس کے افادے کے لئے رکھا جائے۔

۵۔ "معارف رضا" ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا ایک شاہکار سالانہ مجلّہ ہے' جس میں اردو انگریزی اور اکثر عربی زبان میں ملکی اور غیر ملکی نامور محققین کے مقالہ جات شائع ہوتے ہیں' لہٰذا " معارف رضا" کو تمام حکومتی لائبریریوں کی زینت بنایا جائے تاکہ اہل علم اس سے استفادہ کر سکیں۔

۶۔ تمام تعلیمی سطح پر خصوصا" انٹرمیڈیٹ کی سطح تک' تاریخ' معاشرتی علوم' مطالعہ پاکستان' اردو شعر و ادب اور دیگر فنون میں امام احمد رضا اور ان کے متوسلین علماء و فضلاء کی حیات و کارنامے شامل کئے جائیں۔

آخر میں ہم اپنے تمام مخلصین' معینین' خاص کر ان احباب اور اداروں کے لئے جنہوں نے مجلّہ کے لئے عطیات مہیا فرمائے اور مفید مشوروں سے نوازا' جذبہ امتنان و تشکر کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کی اعانت و تعاون' مفید مشوروں اور پرخلوص دعاؤں کے طفیل امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد اور کتابوں کی اشاعت و طباعت ممکن ہو سکی۔ ہم اپنے اسلام آباد دفتر کے ان تمام مخلص عہدیداران اور کارکن حضرات کے بھی سپاس گذار ہیں کہ جن کے جذبہ خلوص' لگن اور محنت کی بدولت امام احمد رضا کانفرنس اسلام آباد شایان شان طریقہ سے منعقد ہو سکی۔ خاص طور سے اسلام آباد برانچ کے چیئرمین جناب کے ایم زاہد صاحب کہ جنہوں نے اپنی گوناں گوں دفتری مصروفیات کے باوجود دفتر کی تزئین و آرائش اور اس کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ کانفرنس کے لئے سب سے زیادہ وسائل مہیا فرمائے۔ ہم ان کے تہہ دل سے شکر گذار ہیں۔ اسی طرح جناب حافظ محمد شفیق صاحب ایڈووکیٹ کہ جنہوں نے کاروباری مصروفیات کے باوجود ادارہ کے دفتر کی دیکھ بھال اور کانفرنس کے انعقاد کے لئے سعی بلیغ فرمائی۔

اسلام آباد دفتر کے کوآرڈینیٹر محترم مشکور حسین قادری صاحب' آفس سیکریٹری جناب خلیل احمد صاحب اور آفس اسسٹنٹ جناب مختار احمد صاحب کے تعاون کے بھی ہم بے حد ممنون ہیں۔

مرکزی دفتر کراچی کے آفس سیکریٹری جناب ڈاکٹر اقبال احمد اخترالقادری صاحب اور افس اسسٹنٹ جناب سید زاہد اللہ صاحب نے بھی اسلام آباد کانفرنس کے لئے مجلّہ کی کمپوزنگ اور طباعت وغیرہ کے سلسلہ میں بڑی جانفشانی سے کام کیا ہے وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ان کے علاوہ بھی جن جن حضرات نے دامے درمے قدمے سخنے اسلام آباد کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں جو خدمات انجام دی ہیں اس کے لئے ہم ان کے شکرگزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام احباب اور ان دیگر معاونین حضرات کی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے' فیضان عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' امام احمد رضا سے ان کو اور ہم سب کو مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

منزل حافظ کنوں بار گہ کبریاست
دل بر دلدار رفت جاں بر جانا نہ شد

With
Best
Compliments
From:
MEHRAN
COMMERCIAL
ENTERPRISES
C-124, NATIONAL AUTO PLAZA,
MARSTON ROAD, KARACHI.
PHONE: 021-7763809

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پریس سیکرٹری برائے صدرِ مملکت
ایوانِ صدر۔ اسلام آباد

۱۸ مئی ۱۹۹۸ء

مکرمی سید وجاہت رسول قادری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۹۸ء صدر پاکستان کو وصول ہوا۔ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ اس کے لیے آپکا شکریہ ادا کروں۔

ہمیں یہ جان کر نہایت خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات مولانا احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک کانفرنس کا اہتمام کر رہا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اس طرح کی کانفرنسوں کے انعقاد سے عوام میں اسلامی اقدار اور اسلاف سے محبت کا جذبہ اُبھارنے میں مدد ملے گی جو عہد حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے۔ مولانا احمد رضا کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ ہم اپنی زندگیاں اسلام کے ابدی اصولوں کے مطابق گذارنے کا عہد کریں اور تمام تعصبات سے بالاتر ہو کر اسلام کی سربلندی کے لیے کام کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کانفرنس اپنے مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو۔ آمین۔

نیک خواہشات کے ساتھ

مخلص
(عرفان صدیقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Islamabad, the 22 May 1998

پیغام

امام احمد رضا بریلوی نے اس دارِ فانی میں اس وقت آنکھ کھولی جب برصغیر میں مغلیہ خاندان کا اقتدار آخری سانسیں لے رہا تھا۔ دینی قدریں زوال پذیر تھیں اور اسلامی تشخص بری طرح مجروح کیا جا رہا تھا۔ ایسے میں امام احمد رضا نے ببانگِ دہل ان انگریز نواز علماء کے خلاف علمِ حق بلند کیا جن کی وطن دشمنی مسلمانانِ برصغیر کی جنگِ آزادی کی ناکامی کا سبب بنی تھی۔ ان کی تعلیمات نے برصغیر کے مسلمانوں کے دینی، ملی اور ذہنی شعور کو اس انداز میں جلا بخشی کہ مسلمانوں کے دلوں میں انگریز سے نفرت کی ایک آگ بھڑک اٹھی جو آزادیٔ وطن کے لیے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت اختیار کر گئی۔ یوں انہیں بجا طور پر تحریکِ پاکستان کے اوّلین فکری معمار کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

آج ایک طرف فرقہ واریت، علاقائی عصبیت اور امتیازِ رنگ و نسل اتحادِ ملی کو نقصان پہنچا رہا ہے تو دوسری جانب اسلام دشمن طاقتیں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اتحادِ ملی کو پارہ پارہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں اور اسلامی ممالک کے مابین اختلافات کی خلیج حائل کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ ایسے میں بزرگانِ دین کی تعلیمات، خصوصاً امام احمد رضا خان کے فتاویٰ رضویہ سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے جو ہمیں قرآنِ پاک و حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفاقی پیغام کو سمجھنے میں مددگار ہوگی۔

یہ امر قابلِ ستائش ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ملتِ اسلامیہ کی اس نابغۂ روزگار شخصیت کے پیغام کو اجاگر کرنے کی غرض سے ہر سال امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد کا اہتمام کرتا ہے۔ مجھے امیدِ واثق ہے کہ امسال کانفرنس ہذا امام احمد رضا خان بریلوی کی تعلیمات اور فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے ملک میں اسلامی بھائی چارے کے فروغ اور فرقہ ورانہ ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی۔ نیز یہ کانفرنس بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے پس منظر میں افکارِ امام احمد رضا کو مزید اجاگر کرے گی تاکہ اہنسا کے پجاریوں کا اصل روپ دنیا کے سامنے آسکے اور وہ پاکستان کی مشکلات کا ادراک کر سکیں۔

میری دعا ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا اپنی مساعی جمیلہ میں کامیاب و سرفراز ہو۔ آمین۔

(وسیم سجاد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایوانِ صدر
مظفر آباد

کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے

مکرمی و محترمی جناب کے۔ایم زاہد صاحب
چیئرمین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (اسلام آباد)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر نہایت خوشی ہوئی کہ آپ امام احمد رضا خان ؒ کی شخصیت و افکار سے عوام کو متعارف کرانے کے لئے مصروف عمل ہیں

امام احمد رضا خان ؒ عالم اسلام کے عظیم فقیہ اور مذہبی رہنما تھے۔ برصغیر میں مسلم اقدار کے تحفظ، مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فروغ، سماجی شعور کی ترویج اور مسلمانوں کے جداگانہ سیاسی و سماجی تشخص کے تحفظ کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو چاہیے کہ وہ نئی نسل کو امام احمد رضا کی گرانقدر تحقیقات و تصانیف سے روشناس کرانے کے لئے ابلاغ کی جدید سہولیات سے استفادہ کرے۔

والسلام
26/5/98

(سردار محمد ابراہیم خان
صدر آزاد حکومت جموں و کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت پاکستان
وزارت مذہبی امور زکوٰۃ و عشر و اقلیتی امور

ٹیلیفون: ۹۲۱۴۸۵۶
فیکس: ۹۲۰۱۶۴۶

وزیر

نیم سرکاری مراسلہ نمبر ۱(۱)ایم آر اے/۹۸

اسلام آباد: ۲۱/مئی ۱۹۹۸ء

مجلۃ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء کے لئے وفاقی وزیر مذہبی امور زکواۃ وعشر اور اقلیتی امور جناب راجہ محمد ظفر الحق صاحب کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

مجھے خوشی ہے کہ آپ اور آپ کے رفقاء اس سال بھی حسب روایت اعلحضرت امام احمد رضا کانفرنس برائے سال ۱۹۹۸ء کے لئے ایک مجلۃ کی اشاعت و طباعت کا اہتمام فرما رہے ہیں اس موقع پر میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔

اعلحضرت امام احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ بلاشبہ عالم اسلام کی ایک مقتدر شخصیت تھے۔ انہیں مبدءِ فیاض نے تقریباً پچپن علوم متداولہ سے نوازا۔ جنہیں آپ نے ایک عالمِ بلمعی اور فاضلِ لوزعی کی حیثیت سے عوام الناس اور خواص میں تقسیم کیا اور اپنی علمی وجاہت کا پورے عالم اسلام سے اعتراف کرایا۔
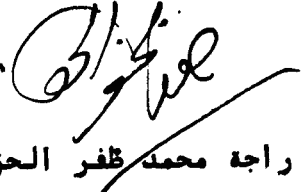
آپ کا سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ آپ نے لوگوں کے دلوں میں جذبہ عشق رسول علیہ الصلواۃ والسلام زندہ و تاباں کیا۔ آپ کے سلام " مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام " کی چاردانگ عالم میں دھوم ہے۔ اس کی مقبولیت کی کوئی حد نہیں۔

(جاری ہے ......)

یہ ظاہر و باہر حقیقت ہے کہ جذبہ عشق رسول علیہ السلام بیدار کرنے سے لوگوں کے قلوب و اذہان منور و مستنیر ہوتے ہیں ۔ جس کے نتیجے کے طور پر عوام الناس کے دلوں میں باہمی محبت ، مودت اور اخوت جنم لیتی ہے ۔ جو ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں حد سے زیادہ ممد و معاون ثابت ہوتی ہے ۔

آج کے حالات ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنے برگزیدہ بزرگوں کی روایات کا احیاء کرتے ہوئے باہمی محبت و مودت اور اتحاد بین المسلمین کا بھر پور مظاہرہ کریں تاکہ اعدائے اسلام کو پتا چل جائے کہ امت مسلمہ کے تمام افراد سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور سب کے سب انفرادی و اجتماعی لحاظ سے اقدار اسلام کے محافظ و معلّم ہیں ۔

میری دعا ہے کہ ۶/جون ۱۹۹۸ء کو انعقاد پذیر ہونے والی امام احمد رضا کانفرنس بہر نوع کامیاب ہو اور اس میں ایسی تقریریں اور تحریریں پیش کی جائیں جو مسلمانان پاکستان میں الفت و محبت کا جذبہ ابھار یں ۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(راجہ محمد ظفر الحق)

محترم سید وجاہت رسول قادری ،
صدر ، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ،
۲۵ ۔ دوسری منزل ، جاپان مینشن ،
ریگل صدر کراچی ۔ پوسٹ کوڈ ۷۴۴۰۰ کراچی ۔

Sayed Ghous Ali Shah

MINISTER FOR EDUCATION
Government of Pakistan
Islamabad

امام احمد رضا کانفرنس کیلئے پیغام

امام احمد رضا بریلوی کے گرانقدر افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی کاوشیں لائق صد تحسین ہیں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ یہ ادارہ امسال بھی احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کر رہا ہے۔

برِ صغیر میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ میں جن شخصیات نے بھرپور کردار ادا کیا امام احمد رضا خاں محدث بریلوی بھی ان میں سے ایک اہم شخصیت ہیں۔ انہوں نے ایسے دور میں آنکھ کھولی جب مغلیہ سلطنت زوال کی انتہاؤں کو چھو چکی تھی، انگریز برِ صغیر پر اپنے پنجے گاڑ چکا تھا۔ لادینیت کا سیلاب بلاخیز مسلم معاشرے کو تہہ و بالا کر رہا تھا ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام احمد رضا بریلوی اسلام اور ناموسِ رسالت کے تحفظ و بقا کے لئے میدانِ عمل میں اترے اور تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف کرکے سینکڑوں تلامذہ اور خلفاء کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام کیا۔

امام احمد رضا خاں کا دل عشقِ رسالتمآب سے معمور تھا۔ انہوں نے عربی، فارسی اردو اور ہندی زبانوں میں نعتیہ پیرائے میں بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت نچھاور کئے۔ اپنے دلکش اور مؤثر انداز سے نعت گوئی کو ایک تحریک بنا دیا، جس سے

نعتیہ شعری مجموعوں کا ایک ایسا سلسلہ چل نکلا جو آج تک جاری ہے۔ انہوں نے "کنز الایمان" کے نام سے قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کرکے برِ صغیر کے مسلمانوں کو تعلیماتِ الٰہی سے روشناس کرایا۔ اسلام کے تصورِ اجتہاد کی بنیاد پر "العطایا النبویہ" (جو بارہ جلدوں پر مشتمل فتاوٰی رضویہ کے نام سے معروف ہے) میں مستقل مسائل کے ساتھ ساتھ روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ مسائل کے بارے میں رہنمائی فرمائی۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی گرانقدر کاوشوں کو عامۃ المسلمین اور اربابِ علم و دانش تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر ان کی یہ مساعیٔ جمیلہ قبول فرمائے۔

Telephone No : 9213204 (Off)
9213780 (Fax)

No. 2126-FM/98
Islamabad, the...16/5/98

بسم اللہ الرحمن الرحیم

MINISTER FOR FINANCE
&
ECONOMIC AFFAIRS

پیغام

محترم جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب،

مجھے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان" انیسویں صدی کی نابغہ روزگار علمی و دینی شخصیت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملی اور علمی کارناموں کے اعتراف کے لئے کراچی اور اسلام آباد میں علیحدہ علیحدہ ایک کانفرنس کا اہتمام کررہا ہے۔ جس میں ملکی اور غیر ملکی دانشور اور اسکالرز مقالہ پیش کریں گے۔

ایک عبقری عالم قوم کا ذہن اور اس کی زبان ہوتا ہے۔۔ اور وہ عالم جس کی فکر و نظر اور قرطاس وقلم کا مرکز قرآن مجید حکیم اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم ہو وہ ترجمان علم و حکمت اور دائمی حق و صداقت ہوتا ہے۔ بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ایک ایسے عالم اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے مسلمانان عالم اور بالخصوص مسلمانان برصغیر پاک و ہند میں ملی تشخص کو اجاگر اور دینی حمیت کو بیدار کرنے میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں جو ہماری تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

ان کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ زبان وقلم اور فکروعمل ہر معاملہ میں "عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم" ہی ان کا مرکز ومحور رہا ہے۔ اور زندگی کے تمام امور میں، خواہ وہ سند افتاد درس و تدریس یا معاملات سیاسیات و معاملات معیشت و معاشرت ہو، آپ نے اسی جذبہ "عشق رسول" کو رہنما بنایا۔

برصغیر میں جداگانہ مسلم قومی شناخت کے سلسلے میں جس سطح کا کام انہوں نے کیا وہ ہماری دینی شخصیات میں کسی کا نظر نہیں آتا اور امام صاحب کا یہی کام آگے چل کر تحریک پاکستان کی بنیاد اور حصول پاکستان کے لئے حرکی قوت بنا۔ انہوں نے مسلمانوں کی تجارت، صنعت و حرفت، اسلامی بینکاری کے فروغ اور مشترکہ تجارتی منڈی کے قیام کے لئے جو فلاحی اصلاحی چار نکاتی پروگرام پیش کیا تھا وہ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے درجات بلند فرمائے، ہمیں ان کی تعلیمات وراثت علم سے بہرہ مند فرمائے اور آپ حضرات کو اپنے نیک مقاصد کے حصول میں کامرانی سے ہمکنار فرمائے (آمین)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون: 9280133 (۰۵۱)
فیکس: ۴۵۲۴۸۷ (۰۵۱)

حکومتِ پاکستان
ڈاکٹر اے کیو خان ریسرچ لیبارٹریز کہوٹہ
پوسٹ بکس نمبر ۵۰۲ - راولپنڈی (پاکستان)

ڈاکٹر اے کیو خان، نشانِ امتیاز
فیلو۔ پاکستان اکیڈمی آف سائنسز
پراجیکٹ ڈائریکٹر

تاریخ ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء

پیغام

یہ امرباعث مسرّت ہے کہ ادارہ "تحقیقات امام احمد رضا" حسبِ سابق امسال بھی برصغیر پاک و ہند کے بلند پایہ دینی رہنما اور مفکرّ اسلام جناب امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے یوم وصال پر کانفرنس کا اہتمام کر رہا ہے جس میں عالم اسلام کے اسکالرز' علماء اور مفکرین انکی زندگی اور تعلیمات پر روشنی ڈالیں گے۔

آج سے سو سال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کر کے ہند کی معیشت پر قابض ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا۔ استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں۔ اس پُر آشوب دور میں اللہ ربّ العزّت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبّرانہ قیادت سے نوازا کہ جنکی تصانیف' تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب بپا کر دیا۔ امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول سے لبریز تھی آپکی ساری زندگی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آپکی ذات نبی کریم سے وفا شعاری کا نشان مجسّم تھی۔ آپکی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج کو حرکت پذیر اور محو گردش ثابت کرنے کے ضمن میں آپکے دلائل بڑے اہمیت کے حامل ہیں۔ آج جبکہ ہمارا معاشرہ فروعی' لسانی اور نام نہاد جدید فرقوں کے گروہوں میں منقسم نظر آتا ہے جبکہ دوسری طرف ہمارا دشمن ہمیں تباہ و برباد کرنے کی گھات میں بیٹھا ہے تو میں سمجھتا ہوں امام صاحب کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر ہم آج بھی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ کا ادارہ امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات کو عام کرتے وقت ملّی یکجہتی' اور مذہبی رواداری کے جذبے کو بھی فروغ دے گا تاکہ ملک عزیز میں قومی اتحاد اور ہم آہنگی کی فضا قائم ہو۔

میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد پر ادارہ کے اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اسکی کامیابی کے لیے دعاگو ہوں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان
(ڈاکٹر عبدالقدیر خان)
نشان امتیاز

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF INFORMATION AND MEDIA DEVELOPMENT
ISLAMABAD

MIAN ANWAR-UL-HAQ RAMAY
MNA
PARLIAMENTARY SECRETARY

مکرمی و محترمی جناب کے۔ایم زاہد صاحب
چیئرمین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا(اسلام آباد)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امام احمد رضا خان بریلوی جن کو لوگ "اعلیٰ حضرت" کے نام سے جانتے ہیں بلاشبہ ایک جید عالم دین اور فقیہ تھے۔ انہوں نے اپنے علم و عمل، سیرت و کردار اور روحانی صلاحیتوں سے برصغیر پاک و ہند میں جو فکری انقلاب پیدا کیا اس کے اثرات برصغیر پاک و ہند میں بالخصوص اور پورے عالم اسلام میں بالعموم دیکھے جاسکتے ہیں۔

میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے منتظمین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جو اس عظیم ہستی کے مشن کو آگے بڑھانے میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔ ملک کے بڑے شہروں میں جو ہر سال امام احمد رضا کانفرنسیں منعقد کی جارہی ہیں اس کے اثرات بہت اچھے مرتب ہو رہے ہیں۔ میں اس سال کانفرنس کے انعقاد پر صدر اور دیگر کارکنان ادارہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

والسلام

انوار الحق رامے

میاں انوار الحق رامے
وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے
اطلاعات و فروغ ذرائع ابلاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF INDUSTRIES
AND PRODUCTION

ISLAMABAD. THE________________19

Parliamentary Secretary

مکرمی و محترمی جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب

صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری طرف سے آپ اور آپ کے رفقائے کار انتہائی مبارک باد کے مستحق ہیں جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے توسط سے ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم فقیہ اور نامور عالم دین اعلیٰ حضرت اشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی اب دنیا کے کسی بھی حصے میں محتاج تعارف نہیں رہا۔ آپ کی علوم عقلیہ و نقلیہ پر دسترس کے آج اپنے بیگانے سب معترف ہیں۔

آج ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ آپ بلاشبہ اپنے دور کے مجدد تھے۔ اس وقت جب اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے قلوب سے روح محمد ﷺ نکالنے کی سازشیں کررہی تھیں حضرت امام نے ان کی سازشوں کو بے نقاب کیا اور عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع فروزاں کی جس کی روشنی سے آج ہم راہنمائی لیتے ہیں۔ اللہ رب العزت حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں برادرم کے۔ ایم زاہد چیئرمین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد شاخ کا بھی بے حد مشکور و ممنون ہوں جنھوں نے مجھے اس عظیم ادارہ سے متعارف کرایا میں آپ کو ایک بار پھر اس سالانہ کانفرنس کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

والسلام

(دستخط)

حاجی محمد اکرم انصاری
وفاقی پارلیمانی سیکرٹری برائے
صنعت و تجارت حکومت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چیف سیکرٹری

مکرمی و محترمی جناب کے۔ایم زاہد صاحب

چیئرمین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (اسلام آباد)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر از حد خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ایک عظیم الشان "امام احمد رضا کانفرنس" منعقد کر رہا ہے۔ ہر شخصیت کی پہچان کا ایک حوالہ ہوتا ہے اور ہر انسان کسی نہ کسی حوالے سے پہچانا جاتا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ کی پہچان دنیا میں عاشق رسول ﷺ کے حوالے سے ہوئی۔ وہ اتنی عظیم شخصیت تھے جن کو اتنی بڑی نسبت نصیب ہوئی۔ آج برصغیر پاک وہند کے کونے کونے میں بلکہ جہاں کہیں بھی عشاقان رسول ﷺ بستے ہیں ان کی زبانوں پر آپ کا اپنے آقا ﷺ کے حضور پیش کردہ ہدیہ درود و سلام جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے آمین

والسلام

صغیر اسعد

صغیر اسعد حسن

چیف سیکرٹری حکومت آزاد کشمیر

شیخ الاکبر امام احمد رضا نے زندگی بھر اسلام کا دفاع کیا

(شیخ عبدالقادر فاکہانی)

☆ ☆ ☆

بین الاقوامی تبلیغی و اشاعتی تنظیم "جمعیتہ المشاریع الخیریہ الاسلامیہ" بیروت کے امیر علامہ شیخ عبدالقادر فاکہانی نے گذشتہ دنوں پاکستان تشریف آوری پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان کا دورہ کیا۔ ادارہ کے نظم و نسق اور بین الاقوامی تحقیقاتی کاموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاکبر امام احمد رضا ہندی رحمہ اللہ نے زندگی بھر اسلام کا دفاع کیا اور باطل فرقوں کی نشاندہی کی' ان کی ذات عشق رسول اور دنیائے اسلام میں اہلسنّت کی علامت ہے اور اہلسنّت ہی حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں۔ انہوں نے اس موقع پر علامہ سید شاہ تراب الحق قادری' پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری' ڈاکٹر مجید اللہ قادری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری سے ملاقات کی۔ انہیں ادارہ کی طرف سے امام احمد رضا کی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا۔ دریں اثناء انہوں نے ادارہ کے وفد کو بیروت میں مرکز جمعیتہ المشاریع آنے کی دعوت بھی دی۔

(رپورٹ : سید زاہد اللہ قادری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

University of Sindh
Jamshoro (Sindh) Pakistan

VICE-CHANCELLOR

Cable: "UNISINDH"
Phones: Office: 0221-771363
Res : 0221-771193
-613130
Fax : 0221-771376
-771372

مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا حسب روایت امسال بھی اس نابغۂ روزگار شخصیت کے حوالہ سے جون ۱۹۹۸ء میں کانفرنس کا اہتمام کر رہا ہے اور اس موقعہ پر ایک یادگاری مجلہ (Souvenir) بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

علامہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی جیسی ہمہ جہت اور عالم و فاضل شخصیت کے بارے میں کچھ عرض کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مصداق ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ کی سب سے نمایاں جہت عشق رسول ہے اور نعت رسول مقبول انکی شعری شناخت۔ حضرت امام احمد رضا عشق رسول میں اس قدر سرشار تھے کہ انکے رگ و پے سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی تھی۔ انکی نشست و برخاست اور انکی گفتگو کا محور، انکے کلام کا رنگ اور فکر و خیال کا مرکز صرف اور صرف ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔

اسی نور نبوت کی روشنی میں اس یگانۂ روزگار شخصیت نے ملت اسلامیہ کے دور انحطاط، بیسویں صدی کے اوائل میں دینی و دنیاوی علوم کی وساطت سے عالم اسلام میں نئی روح پھونک دی۔ برصغیر میں بالخصوص اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں حضرت علامہ مرحوم کا کردار اپنی مثال آپ ہے۔

مجھے یقین ہے کہ حسب سابق امسال کی کانفرنس بھی کامیاب رہیگی اور علامہ کے علمی کارہائے نمایاں پر نئی تحقیق کے نتائج سے علامہ کے پیغام کو سمجھنے اور عام کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگی۔

دعا گو ہوں کہ اللہ جل شانہ منتظمین کانفرنس کو جزائے خیر سے نوازے۔

ڈاکٹر نذیر احمد مغل
Vice-Chancellor

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SECRETARY
TO THE VICE-CHANCELLOR

Phone No. : 223399
BAHAUDDIN ZAKARIYA UNIVERSITY
MULTAN

پیغام

سائنسی اور مادی ترقی کے اس دور میں مذہب اور روحانیت کی اقدار کو فروغ دینا ایک بہت بڑا کٹھن اور صبر آزما کام ہے کیوں کہ بے یقینی اور الحاد کی قوتوں نے انسان کی عقل و نظر اور ہوش و خرد کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔ آج انسان بے یقینی کے جس کرب میں مبتلا ہے اس کا علاج مئے معرفت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات اپنے عہد کی علوم عقلی اور نقلی کی جامع ذات تھی۔ تحریک سرسید نے جس تعقل پرستی کو عام کیا امام احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک نے اس کے بالمقابل دلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمایا اور عقل کی بجائے جذبے سے سوز یقین پیدا کیا۔ عالم اسلام کے اتحاد کے لیے عشق مصطفیٰ ہی کو جذبہ محرک بنایا جاسکتا ہے۔ کوئی تحقیقی ادارہ جو امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے فروغ کے لیے کام کر رہا ہو وہ یقیناً ملک و ملت کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا کر رہا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کی مساعی لائق تحسین ہے اور میں آپ کے ادارے کی ترقی و فروغ کا آرزو مند ہوں۔

عاشق محمد خان درانی

پروفیسر ڈاکٹر عاشق محمد خان درانی
وائس چانسلر
3-6-97

۷۸۶

اکادمی اَدبیاتِ پاکستان

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

(Established by the Ministry of Education, Government of Pakistan)

H-8/1, ISLAMABAD
Telegraphic Address "ACADEMY"

Telephone No.
254643
254567
281823
281824

Ref No..........................

Dated..........................

پیغام

بعض شخصیات ایک عہد میں پیدا ہوتی ہیں اور اپنے کارناموں سمیت اسی عہد میں ختم ہو جاتی ہیں مگر بعض شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جو اگرچہ اپنے علم و فضل کے باب' ایک عہد میں کھولتی ہیں مگر ان کے اثرات آنے والے زمانوں تک پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اپنے زمانے میں اور ان کے بعد آنے والے زمانے کے لوگ ان سے اس طرح مستفیض ہوتے ہیں کہ وہ شخصیت ہر عہد میں زندہ و جاوید رہتی ہے۔ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمت اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ان بزرگان دین میں شمار ہوتی ہے جن سے لوگ آج تک فیض یاب ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

حضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے اپنی تعلیمات اور عملی کاوشوں سے جس طرح اسلامی تشخص کی تعمیر و تشکیل' اور سیرت طیبہ کی تفسیر کی وہ ہر صالح مسلمان کے لئے دونوں جہان کی بھلائی کا درجہ رکھتی ہے۔ جہاں ایک طرف ذات الٰہی سے ان کی والہانہ وابستگی ہر مسلمان کے لئے قابل رشک ہے' وہیں ان کی نعتوں کے وسیلے سے پیغمبر خاتم المرسلین سے ان کے پیار و احترام کے رشتے ہر صاحب دل کے لئے منور گوشے وا کرتے ہیں۔ جہاں اسلام کی حقیقی روح رواں دواں نظر آتی ہے۔

حضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے بے شمار کتب تحریر فرمائیں' جن میں ذات و کائنات اور دین و دنیا کے ہر موضوع پر ان کے عالمانہ ارشادات ان کے علم و فیض کے گواہ ہیں۔ ایسی شخصیات کی یاد ہر سال تازہ کرنا ہم سب پر فرض ہے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا بریلویؒ کے اراکین کو حضرت امام بریلویؒ کی یاد میں کانفرنس منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کانفرنس کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

نذیر ناجی

(نذیر ناجی)

چیئرمین

HAKIM MOHAMMED SAID
HAMDARD HOUSE
KARACHI-74800
(Pakistan)

Karachi Clinic: 215908, Office: 6616001-4, Residence: 4914851
Telex: 29370 HAMD PK, Telefax: (92-21) 6611755
E-Mail: hlpak@paknet3.ptc.pk.
Madinat al-Hikmah: 6996001-2, 6900000
Lahore: Clinic 7237729
Rawalpindi: Clinic 566716
Peshawar: Clinic 274186

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۱۵۔ محرم الحرام ۱۴۱۸ ہجری
15- مئی 1998 عیسوی

حوالہ نمبر: ذ ر ت ر ۹۸/ ۱۳۲۶۰

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں ایک بلند پایہ فقیہہ اور عظیم المرتبت عالم حکیم اور مفکر تھے' برصغیر کے علمائے کرام میں اپنے علمی تبحر کی وجہ سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ علم و حکمت کے مختلف موضوعات پر ان کی صدہا تصانیف سے ان کی انفرادیت اور دقت نظر نمایاں ہے۔ ان کا مقصد حیات علم و حکمت کا فروغ تھا۔ ان کے افکار میں رفعت تھی' عقائد کی صحت پر کامل اور غیر متزلزل ایمان و ایقان ان کا وہ ممتاز وصف تھا' جو ان کی دعوت و تبلیغ کے ہر گوشے خاص کر تبلیغی مساعی میں نمایاں اور روشن ہوتا تھا' ہمارے نزدیک ان کا شمار معقول و منقول کے مایہ ناز علما میں ہے۔

حکیم محمد سعید

بگرامی خدمت جناب محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا'
۲۵۔ جاپان مینشن' سکنڈ فلور'
رضا چوک' صدر' کراچی۔ ۷۴۴۰۰

APEX INSTITUTE OF ARTS & SCIENCES

Dr. Zuhoor Ahmed Azhar
Director

میرے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ حسب سابق ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، حضرت امامؒ کے فکر و تعلیمات کے حوالے سے ایک قومی کانفرنس منعقد کرنے کا عزم رکھتا ہے اور اس کے روح رواں جناب سید وجاہت رسول قادری صاحب اس روایت کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں جس کا آغاز مرحوم و مغفور سید ریاست علی قادری کے مبارک ہاتھوں سے ہوا تھا۔

یہ دور عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے شدید ترین ابتلا کا دور ہے، اسلامی دنیا آزاد ہوتے ہوئے بھی آزاد نہیں ہے، دشمنانِ اسلام سازشوں کے جال بننے اور امت میں تفرقہ ڈالنے کے لئے ہر نوع کی دسیسہ کاریوں میں منہمک ہیں۔ ایسے میں جہاں ہمیں تعاون باہم اور اتحاد کی ضرورت ہے وہاں زخموں سے چور ملت اسلامیہ کے دل مرہم و تسلی کے بھی محتاج ہیں، یہ مرہم و تسلی عشق و حبِ مصطفےٰ کے طفیل میسر آسکتی ہے اور یہی عشق و حبِ مصطفےٰ حضرت فاضل بریلوی کے فکر و شعر کا محور و مرکز ہے بلکہ جوہرِ تاباں ہے۔

ایسے میں یہ لازم و ضروری ہے کہ ان کے فکر و شعر کے اس پہلو کو نمایاں اور عام کیا جائے اور مجھے یقین ہے کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا یہ کام بحسن و خوبی انجام دے سکتا ہے، اللہ تعالیٰ توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بندۂ اخلاص،

ظہور احمد اظہر

7.5.98

HASSAN PLAZA, JAMIA ASHRAFIA, FEROZEPUR ROAD, LAHORE. PH: 7552772

کراچی
علیگڑھ مسلم یونیورسٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن
تاریخ اجراء: جون ۱۹۸۳ء
کا علمی، ادبی اور ثقافتی مجلہ
فون: ۵۱۰۰۰۴

پیغام

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے جس نے حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تک انبیاء اور رسول اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمائے جنہوں نے اسلام کے پیغام کو عام کیا آج دنیا بھر میں اسلام کے سوا کوئی مذہب ایسا نہیں جس کی تعلیمات قدم قدم پر انسان کو سہارا دیتی ہوں دنیا کی مشکلیں ہوں یا عقبیٰ کی الجھن اسلام نے ہر مسئلے کا حل صاف ستھرے انداز میں پیش کیا ہے یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان امن وسکون کے ساتھ اپنی منزل پر پہنچ سکتا ہے۔ لائق تحسین ہیں وہ لوگ جو اسلامی اصولوں پر چھائی ہوئی وقت کی اس گرد کو صاف کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں جس کے سبب پر حقیقت دھندلا کر رہ گئی ہے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا ایک فعال ادارہ ہے جو گزشتہ اٹھارہ برسوں سے سرگرم عمل ہے دین کے فروغ کی کوششوں کے علاوہ ہر سال امام احمد رضا کانفرنس منعقد کرنا اس ادارے کی روایت رہی ہے جس کے ذریعے برصغیر پاک وہند بلکہ عالم اسلام کے بلند پایہ دینی رہنما، محقق، فقیہ، ریاضی داں اور بے مثال نعت گو شاعر کی تعلیمات اور خدمات سے اہل عالم کو روشناس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو ایک گرانقدر خدمت ہے

اعلیٰ حضرت (۱۸۵۶ - ۱۹۲۱) نے کم وبیش ستر موضوعات پر بے شمار کتابیں تخلیق کیں۔ علم ہیئت علم الافلاک، حدیث، فقہ، فتاویٰ، علم ہندسہ، فلسفہ، تفسیر غرض کوئی موضوع ایسا نہیں تھا جو ان کی دسترس سے باہر ہو انہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر چراغ غار حرا سے روشنی حاصل کی اور ایسی شمعیں روشن کیں جو ذہنوں کو اجالوں سے فیضیاب کرتی چلی آرہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اتنے بڑے دینی دانشور پر جس نہج پر تحقیقی کام ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہوا اور اس کوتاہی کا ازالہ وقت کی اہم ضرورت ہے

اس لئے اراکین ادارہ تحقیقات امام رضا مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ اس دور میں بھی اپنے اکابر کی تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کی مسلسل مربوط مساعی کر رہے ہیں

خداوند کریم ان کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور کامیابی سے ہمکنار کرے

محمد ذاکر علی
۱۹/۵/۸۶

مدیر (اعزازی)
محمد ذاکر علی خان

مجلس مشاورت
• زیڈ۔ اے۔ نظامی
• بریگیڈیئر قمر السلام خان

تعارف نائب صدور

الحاج شفیع محمد قادری حامدی

علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی

از۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب صدر اول
مولانا حاجی شفیع محمد قادری

مولانا شفیع محمد قادری ولد جناب غلام رسول مرحوم و مغفور انڈیا میں بمقام چتوڑ گڑھ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آبائی وطن میں حاصل کی اور جلد ہی تجارت کے پیشہ سے وابستہ ہو گئے۔ آپ نے چتوڑ گڑھ میں امام احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی قدس سرہ العزیز (م ۱۹۲۱ء) کے جانشین اول اور شہزادہ اکبر حجتہ الاسلام مولانا علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں برکاتی قادری بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) سے ۶ر رجب المرجب ۱۳۵۷ھ میں شرف بیعت حاصل کی۔ آپ کے والدین بھی حضرت سے ہی بیعت تھے۔

حاجی شفیع محمد قادری صاحب قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں بھی آپ نے تجارت کے ہی پیشہ کو اپنایا۔ آپ نے ۱۹۵۶ء میں "المکتبہ" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا اور ۲۰ کے قریب علماء اہلسنّت کی کتابیں شائع کیں۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ پاکستان میں سب سے پہلے آپ نے امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف "الدولتہ المکیہ بالمائدۃ الغیبیہ" معہ تقریظات ترجمہ کے ساتھ شائع کی۔ آپ کا یہ ادارہ چند سال بعد ناگزیر وجوہات کی بناء پر ۱۹۵۸ء ہی میں بند ہو گیا۔

حاجی شفیع صاحب کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ شہر کراچی میں حضرت مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی کا سالانہ عرس ۱۷ر رمضان المبارک کو آپ کی قیام گاہ ناظم آباد نمبر ۲ میں منعقد ہوتا ہے جس میں شہر کراچی کے علماء و مشائخ کے علاوہ سینکڑوں افراد شریک ہوتے ہیں۔

جناب مولانا شفیع محمد قادری صاحب ادارہ ہذا کے بنیادی اراکین میں سے ایک ہیں۔ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۶ء ادارہ ہذا کو مالی تعاون فراہم کرنے والوں میں دو نام سرفہرست ہیں ایک مولانا شیخ حمیداللہ قادری حشمتی مرحوم (المتوفی ۱۹۸۹ء) سابق سرپرست ادارہ ہذا اور دوسرا نام محترم المقام جناب شفیع قادری صاحب کا ہے۔ ۱۹۸۶ء میں جب ادارہ ہذا نے ادارہ کے لئے برنس روڈ پر ایک فلیٹ خریدا تو حاجی صاحب نے ایک خطیر رقم اس سلسلے میں فراہم کی۔ اسی طرح جب صدر میں دفتر منتقل ہوا تب بھی آپ نے مالی تعاون فرمایا۔ آپ نے ادارہ سے جس طرح مالی تعاون فرمایا ہے اگر آپ اس طرح مالی تعاون نہ فرماتے تو شاید یہ ادارہ آج اپنے پیروں پر اس طرح کھڑا نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ حاجی صاحب ۱۹۸۷ء سے ادارہ ہذا کے نائب صدر اول ہیں۔

جناب مولانا شفیع محمد قادری حامدی صاحب نے ۱۹۸۷ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا۔ اسی سال حج بیت اللہ سے واپسی پر حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۳ر رجب المرجب ۱۴۰۸ھ / ۲۲ر فروری ۱۹۸۸ء) نے آپ کو امام احمد رضا خاں بریلوی کے سلسلہ عالیہ قادریہ' برکاتیہ رضویہ کے تمام سلاسل کی اجازت خلافت عطا کی۔ (راقم الحروف کو آپ نے ۱۹۹۳ء میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ تقدسیہ کی اجازت و خلافت عطا کی۔)

نائب صدر دوم

علامہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی

حافظ عبدالباری صدیقی صاحب ابن مولانا مفتی حافظ عبداللطیف ٹھٹھوی (م ۱۹۹۳ء) ابن مولانا مفتی حافظ محمد حسن ٹھٹھوی (م ۱۹۶۳ء) سندھ کے تاریخی شہر ٹھٹھہ میں ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے جدامجد سے حاصل کی اور پھر شہر کراچی کی عظیم درسگاہ "دارالعلوم امجدیہ رضویہ" سے ۱۹۶۶ء میں دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ نے فاضل عربی کا امتحان بھی امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے جامعہ کراچی سے ایم۔ اے اسلامک کلچر' ایم۔ اے عربی اور ایم ایڈ کی اسناد بھی حاصل کیں۔ حافظ صاحب نے جامعہ سندھ سے ۱۹۹۳ء میں امام احمد رضا کے حالات و افکار پر سندھی زبان میں مقالہ پیش کر کے Ph.D کی اعلیٰ سند حاصل کی۔

ڈاکٹر حافظ عبدالباری صاحب کراچی کے ایک قدیم کالج جامعہ ملیہ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے شعبہ

معارف اسلامیہ میں تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اعزازی طور پر دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر گوٹھ میں بھی تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس دارالعلوم کے سابق مہتمم مولانا مفتی غلام محمد نعیمی (م ۱۹۸۷ء) آپ ہی کے تلمیذ رشید تھے۔

حافظ صاحب کے خاندان کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی آٹھویں پشت مسلسل حافظ قرآن ہے اور آپ کے تینوں بیٹے بھی حافظ قرآن اور دو بڑے بیٹے عالم دین ہیں۔ حافظ صاحب کے اسلاف پچھلی چھ پشتوں سے ٹھٹھہ کی عظیم بادشاہی مسجد کے خطیب اور ٹھٹھہ شہر کے قاضی و مفتی کے فرائض انجام دیتے چلے آئے ہیں اور آج آپ ٹھٹھہ کی بادشاہی مسجد کے خطیب اور شہر کے قاضی و مفتی ہیں۔

علامہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالبار صدیقی ۱۹۸۶ء سے ادارہ کے معاون ہیں۔ آپ نے اول ۱۹۸۶ء تا ۱۹۹۴ء ادارہ ہذا کے سیکریٹری اطلاعات کے فرائض انجام دیئے اور پھر ۱۹۹۴ء تا حال ادارہ کے نائب صدر دوم کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ابھی تصنیف و تالیف کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ البتہ آپ کا پی ایچ ڈی کا مقالہ اس طرف بھرپور جدوجہد کا آغاز ہے جو جلد ہی طباعت کے بعد منظر عام پر آئے گا۔

حافظ صاحب نے شہر کراچی کے معروف علماء سے اکتساب فیض کیا چند نامور اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری رحمتہ اللہ علیہ

☆ علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری رحمتہ اللہ علیہ

☆ علامہ مولانا مفتی تقدس علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ

☆ علامہ مولانا محمد حسن حقانی اشرفی مدظلہ العالی

☆ علامہ مولانا مفتی غلام یٰسین امجدی مدظلہ العالی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے حافظ صاحب کو امام احمد رضا پر Ph.D کی سند حاصل کرنے پر ۱۹۹۴ء میں امام احمد رضا گولڈ میڈل ایوارڈ کے ساتھ ساتھ وثیقہ اعتراف کی سند پیش کی۔ اس کے علاوہ المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی نے بھی امام احمد رضا پر Ph.D کرنے کے اعتراف میں ایک شیلڈ ۱۹۹۷ء میں عطا کی۔ حافظ صاحب سعود آباد کی جامع مسجد طیبہ میں پچھلے ۳۵ برس سے مسلسل رمضان المبارک میں قرآن سنا رہے ہیں۔

پاکستان کے مشتاق احمد شاہ نے امام احمد رضا کی فقہ حنفی میں خدمات کے حوالے سے مقالہ لکھ کر جامعہ الازہر سے ایم۔ فل کی سند حاصل کرلی۔

زمین متحرک نہیں

امام احمد رضا خان محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ

دلائل قدیمہ

یہاں تک ہم نے زیادہ توجہ گرد شمس دورہ زمین کے ابطال پر رکھی۔ فصل اول میں رد اول عام کے سوا باقی گیارہ اور فصل سوم میں سات اخیر کے سوا باقی ہیں سب اسی کے ابطال میں ہیں۔ اگلوں نے ساری ہمت گرد محور حرکت زمین کے ابطال پر صرف کی ہم ان میں سے وہ انتخاب کریں جن سے اگرچہ جواب دیا گیا بلکہ بہت کو خود متدلین نے رد کر دیا لیکن ہم ان کی تشهید و تائید کریں گے اور خود ہیئات جدیدہ کے اقراروں سے ان کا تام و کامل ہونا ثابت کردیں گے۔ پھر زیادات میں وہ جن کی اور طرح توجیہ کر کے تصحیح کریں گے پھر تذبیل میں اگلوں سے وہ دلائل جن پر اگرچہ انہوں نے اعتماد کیا مگر ہمارے نزدیک باطل و ناتمام ہیں وباللہ التوفیق۔

(دلیل ۹۰) بھاری پتھر اوپر پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے۔ اگر زمین مشرق کو متحرک ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر وہ اوپر گیا اور آیا اس میں زمین کی وہ جگہ جہاں سے پتھر پھینکا تھا حرکت زمین کے سبب کنارہ مشرق کو ہٹا گئی۔ اقول زمین کی محوری چال ہر سیکنڈ ۵۰۶۰۴ گز ہے اگر پتھر کے جانے آنے میں ۵ سیکنڈ صرف ہوں تو وہ جگہ ۲۵۳۲ گز سرک گئی پتھر تقریباً" ڈیڑھ میل مغرب کو گرنا چاہئے حالانکہ وہیں آتا ہے۔

(دلیل ۹۱) دو پتھر ایک قوت سے مشرق و مغرب کو پھینکیں تو چاہئے کہ مغربی پتھر بہت تیز جاتا معلوم ہو اور مشرقی سست۔ نہیں نہیں بلکہ مشرقی بھی الٹا مغرب ہی میں گرے اقول یا پھینکنے والے کے ماتھے پر گرے۔ مثلاً" وہ پتھر اتنی قوت سے پھینکے تھے کہ دونوں طرف تین سیکنڈ میں ۱۹ گز پر جا کر گرتے۔ سنگ غربی موضوع رمی سے جب تک ۱۹ گز مغرب کو ہٹا ہے اتنی دیر موضع رمی ۱۵۱۹ گز مشرق کو ہٹ گیا تو یہ پتھر موضع رمی سے ۱۵۳۸ گز کے فاصلے پر گرے گا اور سنگ مشرقی وہاں سے انگل بھر نہ سرکنے پائے گا کہ موضع رمی زمین کی حرکت سے اسے جا لے گا۔ اب اگر پھینکنے والے نے اپنے محاذات سے بچا کر پھینکا تھا تو یہ پتھر تین سیکنڈ میں ۱۹ گز مشرق کو چل کر گر جائے گا اور اتنی دیر میں موضع رمی ۱۵۱۹ گز تک پہنچے گا تو یہ موضع رمی سے ۱۵۰۰ گز مغرب میں گرے گا اور اگر محاذات پر پھینکا تھا تو معاً" زمین کی حرکت سے پھینکنے والا پتھر سے ٹکرائے گا اور

پھر اس کے لگ کر وہیں کا وہیں گر جائے گا لیکن ان میں
سے کچھ نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ حرکت زمین باطل ہے۔
ثم اقول بلکہ اولیٰ یہ کہ یہ دلیل بایں تفصیل قائم
کریں جس سے دو دلیل ہونے کی جگہ تین دلیلیں ہو جائیں
کہ جہاں شقوق واقع ایک ہی ہو سکے۔ وہ ایک ہی دلیل ہو
گی اگرچہ شقیں سو ہوں اور جہاں ہر شق واقع ہو سکے اور ہر
ایک پر استحالہ ہو وہ ہر شق جدا دلیل ہے۔ درخت کی ایک
شاخ سے دو پرند مساوی پرواز کے مساوی مدت تک **مثلاً"**
ایک گھنٹہ اڑے ایک مغرب دوسرا مشرق کو اگر ان کی
پرواز رفتار زمین کے مساوی ہے گھنٹے میں ایک ہزار چھتیس
میل تو غربی اس شاخ سے دو ہزار بہتر میل پر پہنچا کہ جتنا وہ
مغرب کو چلا اسی قدر یہ شاخ زمین کے ساتھ مشرق کو گئی
اور مشرقی بال بھر بھی شاخ سے جدا نہ ہوا کہ جتنا اڑتا ہے
زمین بھی اتنی ہی رفتار سے شاخ کو اس کے ساتھ ساتھ لا
رہی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مساوی پرواز والے مساوی
فصل پاتے ہیں۔

(دلیل ۹۲) اگر ان کی پرواز رفتار زمین سے زائد ہے
مثلاً" گھنٹے میں ۱۰۳۷ میل تو غربی ۲۰۷۳ میل مغرب میں
پہنچے گا اور اس کی مساوی پرواز والا مشرقی ۱۰۳۷ میل اڑ کر
صرف ایک ہی میل مشرق کو طے کر سکے گا یہ بھی بداہتہ
باطل و خلاف مشاہدہ ہے۔

(دلیل ۹۳) اگر انکی پرواز رفتار زمین سے کم ہے ۔
مثلاً" گھنٹے میں ۱۰۳۵ میل تو غربی تو ۲۰۷۱ میل پر ہو جائے گا
اور اس کا ہم پرواز مشرقی جس نے گھنٹہ بھر محنت کر کے
۱۰۳۵ میل مشرق کو طے کئے۔ نتیجہ یہ پائے گا کہ الٹا اس
شاخ سے ایک میل مغرب میں گرے گا۔ اڑا تو مشرق کو
اور پہنچا مغرب میں۔ یہ سب سے بڑھ کر باطل اور خلاف
مشاہدہ ہے۔

(دلیل ۹۴) جتنی مسافت قطع کریں اس سے صد ہا گنا
فاصلہ ہو جائے (خضری) یعنی ہر عاقل جانتا ہے کہ **مثلاً"**
طائر جس مقام سے جتنا اڑے وہاں سے اسے اتنا ہی فاصلہ
ہو گا لیکن یہاں اڑے صرف ایک میل اور فاصلہ ہزار میل
سے زائد ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں اگر
طائروں کی پرواز گھنٹے میں ایک میل ہے تو شرقی ۱۰۳۵ میل
مغرب میں پڑے گا اور غربی ۱۰۳۷ میل۔

(دلیل ۹۵) موضع **انفصال** اس شاخ سے **مثلاً"**
شاخ مذکور سے دونوں کے فاصلے کا مجموعہ اتنی دیر میں حرکت
زمین کا دوچند یا زائد یا کچھ خفیف کم ہو (خضری)
اقول اول اس حالت میں ہے کہ دونوں پرندوں کی
پرواز باہم متساوی ہو اور دوم جب کہ غربی کی پرواز شرقی سے
زائد ہو اور سوم جب کہ عکس ہو اور خفیف اس لئے کہ تیر
یا طائر یا گولا عادتاً" کوئی زمین کا دسواں حصہ بھی نہیں چلتا
اب دونوں طائروں کی پرواز ایک ایک میل لو' تو ۱۰۳۵ و
۱۰۳۷ میل پر گریں گے جبکہ ابھی گزرا مجموعہ ۲۰۷۲ کہ گھنٹے
میں رفتار زمین کا دوچند ہے اور غربی ایک ساعت میں
دو میل اڑے اور شرقی ایک میل تو وہ ۱۰۳۸ میل پر ہو گا
اور یہ ۱۰۳۵ پر مجموعہ ۲۰۷۳ میل کے ضعف سیر زمین کے
دوچند سے بھی ایک میل زائد ہے اور شرقی دو میل غربی
ایک میل تو وہ ۱۰۳۴ میل پر ہوگا۔ اور یہ ۱۰۳۷ پر مجموعہ
۲۰۷۱ میل کہ ضعف سیر زمین سے ایک ہی میل کم ہے مگر
ہم دیکھتے ہیں کہ ان پروازوں پر مجموع فاصلہ ہرگز دو تین
میل سے زائد نہیں ہوتا تو ضرور حرکت زمین باطل۔

(دلیل ۹۶) جو (ا) پرندے ہم سے جنوب یا شمال کی
طرف ہوا میں ہو تیر سے شکار نہ ہو سکے (مفتاح) اقول
جنوب و شمال کی تخصیص بے کار ہے بلکہ مشرق پر اعتراض
اظہر ہے اور استحالے میں یہ زائد کرنا چاہئے کہ یا وہ پرند کہ

ہم سے دس گز کے فاصلے پر تھا۔ صدہا گز کے فاصلے پر
گرے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ تیر و کمان اٹھانا تیر جوڑنا
کمان کھینچنا' تیر چھوڑنا' اگر دو ہی سیکنڈ میں ہو جائے اور
آدمی پرند کو اپنے سے دس گز کے فاصلے پر دیکھ کر یہ افعال
کرے تو خود حرکت زمین کے سبب اتنی دیر میں وہاں سے
ایک ہزار تیرہ گز کے فاصلے پر ہو جائے گا اب اگر اسی
محاذات پر تیر چھوڑا جیسا کہ یہی ہوتا ہے تو تیر سیدھا شمال کو
گیا اور جانور شمالی غربی ہے یا سیدھا جنوب کو اور جانور جنوبی
غربی یا مشرق کو اور جانور مغرب میں ہو گیا۔ ان تینوں
صورتوں میں تیر جانور کی سمت ہی پر نہ گیا اور مشرق میں
سب سے بڑھ کر حماقت اور مغرب میں اگرچہ سمت وہی رہی
جانور ۱۰۲۳ گز کے فاصلے پر ہو گیا یوں ہی اور اگر ان تینوں
جہات میں تیر چھوڑتے وقت محاذات بدل لی تو اگر جانور
مشرق میں تھا اب ہزار گز سے زیادہ مغرب ہو گیا اور اگر
جنوب یا شمال میں تھا تو ایک ہزار تیرہ گز سے کچھ کم فصل پر
ہوگا کہ ۱۰۲۵۸۶۳٫۸۴ کا جذر ہے۔ بہرحال اب تیر اس تک
کہاں پہنچتا ہے اور اگر فرض کر لیجئے کہ دس گز کے فصل پر
آنے سے پہلے یہ سب کام ہوئے تھے یعنی پہلے سے کسی اور
وجہ سے تیر کمان میں جوڑا ہو اور کمان کھینچی ہوئی تھی کہ
اس جانور کے لئے ہزار گز فاصلے سے ایسا کرنا۔ نہیں خیر کسی
طرح یہ سب کام تیار تھا کہ یہ عین اس وقت چھوٹا کہ جانور
دس گز کے فاصلے پر محاذات میں تھا تو تیر تو ضرور اس کے
لگ جائے گا کہ جانور کی طرح تیر بھی چھوٹ کر حرکت زمین
کا تابع نہ رہا مگر تیر اس تک اگر دو ہی سیکنڈ میں پہنچے تو ہم
اتنی دیر میں ایک ہزار تیرہ گز مشرق کو چلے جائیں گے اور
وہی فاصلے جو صورت دوم میں تیر کو جانور سے تھے ہم کو اس
سے ہو جائیں گے۔ تو اب ہمیں ہزار گز سے زائد چلنا
چاہئے کہ گرے ہوئے جانور کو پائیں یہ تمام صورتیں لاکھوں
بار کے مشاہدہ سے باطل ہیں۔ لہٰذا حرکت زمین باطل۔

دلیل ۹۷) جو جسم ہوا میں ساکن ہو ہمیں بہت تیزی
سے مغرب کی طرف اڑتا نظر آتا ہے (مفتاح) اقول
طبیعات جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ ہوا اوپر اٹھنے کی
مقاومت کرتی ہے۔ پرند اپنے بازو مار کر اس مقاومت کو
دفع کرتے ہیں۔ یہ زور اگر اس کے وزن اجسام سے زائد
ہے' اوپر بلند ہوں گے کم ہے نیچے اتریں گے برابر ہے
ساکن رہیں گے اور اسکی مثال چنڈول سے دی گئی ہے کہ
بارہا پر کھول کر ہوا میں ساکن محض رہتا ہے۔ اس صورت
میں سیدھا جلد گھونسلے میں پہنچتا ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ چھ
سیکنڈ ٹھہرا اور ہے نیچا اور ہوا بالکل ساکن تو اتنی دیر میں ہم
تین ہزار گز سے زیادہ مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی
تمہارا کہنا کہ ہم اپنی حرکت سے آگاہ نہیں۔ لہٰذا اسے جانیں
گے کہ تین ہزار گز مغرب کو اڑ گیا جیسے تیز چلتی ریل میں
بیٹھنے والا درختوں کو اپنے خلاف جہت چلتا دیکھتا ہے لیکن یہ
باطل ہے ہم یقیناً ساکن کو ساکن ہی دیکھتے ہیں تو حرکت
زمین باطل۔

(دلیل ۹۸) پرند کہ اپنے آشیانے سے گز بھر فاصلے پر
جانب غرب کسی ستون پر بیٹھا ہے قیامت تک اڑ کر
آشیانے کے پاس نہ آسکے کہ وہ ہر سیکنڈ میں ۵۰۶ گز مشرق کو
جا رہا ہے پرند زمین کی نا آ چھوڑ کر اتنی اڑان کہاں سے
لائے گا۔

یہ سات دلائل کتب میں ابطال حرکت **وضعیہ** زمین
پر ہیں۔ اسی قبیل ابطال حرکت **اینیہ** پر بھی ہو سکتی ہے
مثلاً" اگر زمین گرد شمس گھومتی ہو۔ فرض کیجئے کہ الف
اوج ہے اور ب **حضیض** اور ہ شمس اور ج ء زمین **مثلاً**"
زمین کی طرف ہندوستان ہے

اور ء کی طرف امریکہ ا ' ب اگر زمین اوج کی طرف جا رہی ہے تو ہندوستان والے یا حضیض کی طرف آرہی ہے تو امریکہ والے کیسی ہی قوی توپ کو سیدھا جانب آسمان کر کے گولا چھوڑیں توپ کے منہ سے بال برابر نہ بڑھ سکے کہ گولا جس سمت جاتا اسی کی طرف اس کے پیچھے زمین آرہی ہے اور کیسی آرہی ہے ہر سیکنڈ میں ۱۹ میل اڑتی ہوئی تو گولا کیوں کر اس سے آگے نکل سکتا ہے۔

(دلیل ۹۹) اقول زمین اگر اوج کو جا رہی ہے تو امریکہ والے یا حضیض کو آرہی ہے تو ہندوستان والے اپنے سر کی طرف ایک پتھر ۱۶ فٹ تک پھینکیں تو وہ قیامت تک زمین پر نہ اترے کہ زمین کے خلاف جہت پھینکا ہے۔ جذب زمین ۱۶ فٹ سے ایک سیکنڈ میں اسے زمین تک لاتا لیکن زمین اتنی دیر میں ۱۹ میل ہٹ جائے گی اور اب ایک سیکنڈ میں ۱۶ فٹ سے بھی کم کھینچ سکے گی کہ زیادت بعد موجب قلت جذب ہے اوراس کی اپنی چال وہی ۱۹ میل رہے گی تو پھر کبھی زمین پر نہیں آسکتا ان گیارہ دلائل سے کہ سات اگلوں کی راہیں اور اسی سوال پر چار ہم نے بڑھائے ہئیات جدیدہ کی طرف سے دو جواب ہوئے۔

جواب اول : ہوا اور دریا زمین کے ساتھ ساتھ اور جو کچھ انمیں ہوں' ان کی طبیعت سے سب ایسے ہی متحرک ہیں۔ لہٰذا پتھر کو اوپر پھینکا جائے تو موضع رمی کی محاذات نہیں چھوڑتا۔ دو پرند کہ مشرق و مغرب کو اڑیں شاخ سے صرف اپنی حرکت ذاتیہ سے جدا ہوں گے زمین کی حرکت ان میں فرق نہ ڈالے گی کہ ہوا ان کو زمین کے ساتھ ساتھ لا رہی ہے تو نہ مشرقی ساکن رہے گا' نہ مغربی زیادہ اڑے گا' نہ مشرقی مغرب کو گرے گا' نہ پرواز سے زائد فاصلہ ہوگا' نہ فاصلوں کا مجموعہ انکی ذاتی حرکتوں سے زیادہ ہوگا۔ اقول اور مغربی کا اپنی چال سے مغرب کو اور زمین و ہوا کے اتباع سے مشرق کو جانا کچھ بعید نہیں کہ اول حرکت قسویہ ہے اور دوسری عرضیہ۔ جیسے کشتی مشرق کو جاتی ہو اور اس میں کسی ڈھال پر کہ مغرب کی طرف ہو پانی ڈالو اپنی چال سے غرب کو جائے گا اور شک نہیں کہ اسی حالت میں کشتی اسے شرق کی طرف لئے جاتی ہو گی۔ مثلاً" فرض کرو کنارے پر کسی درخت کے محاذ پر پانی بہایا کہ گز بھر مغرب کو بہا اور اتنی دیر میں کشتی چار گز مشرق کو بڑھی تو پانی محاذات شجر سے تین گز دور ہو گا اور کشتی ساکن رہتی یہ پیڑ سے گز بھر مغرب کو ہو جاتا یہ ساکن رہتا اور کشتی چلتی تو چار گز مشرق کو ہوتا مگر یہ گز بھر مغرب کو ہٹا اور کشتی چار گز مشرق کو۔ لہٰذا یہ تین ہی گز مشرق کو ہوا یوہیں پرند کو ہوا زمین کے ساتھ چلا رہی ہے تو اس پہلی محاذات اور اسی دس گز کے فاصلے پر رہے گا اگر خود کسی کی طرف حرکت نہ کرے جو ہوا میں ساکن ہے۔ یوں ساکن ہے کہ اپنی ذاتی حرکت نہیں رکھتا۔ ہوا کے ساتھ حرکت عرضیہ سے زمین کے برابر جا رہا ہے۔ جیسے جالس سفینہ ساکن ہے اور کشتی کے ساتھ متحرک۔ پرند سے آشیانہ اسی ہاتھ بھر کے فاصلے پر ہوگا کہ اسے درخت اور اسے ہوا زمین کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔

زمین گولے کو نہ پکڑے گی کہ جس ہوا میں گولا ہے وہ اسے بھی زمین کے آگے آگے اسی ایک سیکنڈ میں ۱۹ میل کی چال سے لئے جاتی ہے تو اس میں زمین کے مساوی ہوا اور قوت دفع سے جتنا دور جانا تھا گیا۔ پتھر سے زمین اپنی چال سے دور نہ ہو گی کہ اسی چال سے اسی طرف اٹھے ہوا

لئے جاتی ہے۔ تو ۱۶ ہی فٹ کے فاصلے پر رہے گا اور جذب
زمین سے ایک سیکنڈ میں زمین سے ملے گا۔ اس کا دفع پانچ
وجہ سے لیا گیا۔ جن میں سے ہمارے نزدیک دو صحیح ہیں۔
منباء بیان تین باتیں خیال کی گئی (i) آب و ہوا کا با
تباع زمین حرکت عرضیہ کرنا (ii) ہوا اور آب میں جو کچھ ہو
اس کا ان کی طبیعت سے متحرک بالعرض ہونا (iii) ان
حرکات کا زمین کی حرکت ذاتیہ کے مساوی رہنا جس کے
سبب اشیاء میں فاصلہ و مقابلہ بحال رہے۔ ظاہر ہے کہ جواز
جتنی باتوں پر مبنی ہو ان میں سے ہر ایک کا بطلان اس کے
بطلان کو بس ہے نہ کہ جب سب باطل ہوں لہذا ان تینوں
منبے کے لحاظ سے اس پر روکے گئے۔ دفع اول کہ دفع اول
ہے۔ آب و ہوا زمین کو حاوی ہیں اور خود بارہا مستقل
حرکت مختلف جہات کو کرتے ہیں تو ملازم ارض نہیں اور جو
حاوی ملازم محوی نہ ہو اس کی حرکت سے اس کی حرکت
بالعرض لازم نہیں۔ اقول اولیٰ نہ یہاں حاوی و محوی سے
تفرقہ نہ دوسری مستقل حرکت سے خلل۔ مدار کار اس تعلق
پر ہے جس کے سبب ایک کی حرکت دوسری کی طرف
منسوب ہو۔ کپڑے انسان کو حاوی نہیں اور ہوا سے دامن
ہلتے ہیں یہ انکی مستقل حرکت ہے بعینہ بلاشبہ وہ انسان کی
حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور ہم متدل ہیں ہمیں عدم
لزوم کافی نہیں لزوم عدم چاہئے۔ مخالف کو جواز بس ہے۔
مگر یہ کہیں کہ حقیقتاً" مخالف مدعی حرکت ارض ہے اور ہم
مانع اور یہ کہ صورت دلائل میں پیش کیا۔ منع کی سند میں۔
اقول اس میں نظر ہے یہ ملازمتیں کہ زمین متحرک ہوتی تو یہ
امور واقع ہوتے ان میں ضرور ہم مدعی ہیں یہ کیا کہنے کی
بات ہو سکتی ہے کہ زمین متحرک ہوتی تو ممکن تھا کہ پتھر
مغرب کو گرتا۔ ہاں ممکن تھا پھر کیا ہوا؟ اور اگر اس سے
قطع نظر بھی ہو تو حاوی وغیر ملازم کی قیدیں اب بھی بے
وجہ ہے۔ اگر محوی مطلقاً" اور حاوی ملازم کو حرکت رفیق
سے متحرک بالعرض لازم ہوتا تو ان قیود کی حاجت ہوتی مگر
ہرگز انہیں بھی لازم نہیں۔ دو چکر ایک دوسرے کے اندر
ہوں اگر ان میں ایسا تعلق نہیں کہ ایک کی حرکت دوسرے
کو دفع کرنے تو جسے گھمایئے صرف وہی گھومے گا اگرچہ ان
میں کوئی دوسری حرکت **مستقلہ** نہ رکھتا ہو۔ دو لاب یا چرخی
کی حرکت سے ان کے اندر کا لوہا یا لکڑی جس پر وہ گھومتے
ہیں نہیں گھومتے۔ شاید غیر ملازم کی قید اس لحاظ سے ہو کہ
جب ملازم ہو آپ ہی اس کی حرکت سے متحرک ہو گا۔
اقول ملازمت جسم **للجسم** ملازمت وضع **للوضع** کو مستلزم
نہیں اور غالباً" حاوی کی قید فلکیات میں مزعوم فلاسفہ یونان
کے تحفظ کو ہو کہ کب تدویر کا تابع ہے۔ تدویر حامل کی
حامل ممثل کا ممثل فلک الافلاک کا ہر ایک دوسرے کی
حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور خود اپنی حرکت ذاتیہ جدا
رکھتا ہے۔ اقول ہمارے نزدیک تو افلاک متحرک ہی نہیں
جیسا کہ بعونہ تعالیٰ خاتمہ میں مذکور ہوگا نہ برخلاف خود
اصول فلسفہ، مثل، بساطت، فلک، تداویر و حوامل جاننے کی
حاجت اور ہو تو **عندالتحقیق** یہ حرکتیں ہرگز عرضیہ نہیں۔
حرکت عرضیہ میں متحرک بالعرض خود ساکن ہوتا ہے
دوسرے کی حرکت اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ جیسے
جالس سفینہ بلکہ بند گاڑی میں بھرا غلہ اور یہاں یہ افلاک و
اجزاء خود اسی حرکت یومیہ سے متحرک ہیں اگرچہ ان کے
تحرک کا باعث فلک الافلاک کا تحرک ہو۔ فلک البروج اگر
منتقل نہ ہوں تو کواکب دورجات بروج کا طلوع و غروب کیوں
کر ہوتا تو یقیناً" انتقال ان کے ساتھ بھی قائم ہے۔ اگرچہ
اس کے حصول میں دوسرا واسطہ ہوتا تو یہ حرکت ذاتیہ
بذریعہ واسطہ ہوئی۔ جیسے ہاتھ کی جنبش سے کنجی کی گردش نہ
کہ عرضیہ جس میں انتقال اس کے ساتھ قائم ہی نہیں

دوسرے کے علاقہ سے اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

وثانیا" اقول و باللہ التوفیق ہماری رائے میں حق یہ ہے کہ حرکت **وضعیہ** میں عرضیہ کی کوئی تصویر پایہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ جب تک مابالعرض مابالذات کے **ثخن** میں ایسا نہ ہو کہ اس کی حرکت **وضعیہ** سے اس کا عین موہوم بدلے۔ عین موہوم سے یہاں ہماری مراد وہ قضا ہے کہ مابالذات کو محیط ہے ظاہر ہے کہ حامل کو جو فضا حاوی ہے تصویر کے **ثخن** حامل میں ہے' اس فضا کے ایک حصے میں ہے۔ جب حامل حرکت **وضعیہ** کرے گا ضرار تدویر اس حصہ فضا سے دوسرے حصے میں آئے گی تو اگرچہ خود ساکن محض ہو ضرور اس کی حرکت **وضعیہ** سے اس کی وضع بدلے گی کہ این موہوم بدلا اگرچہ این محقق برقرار ہے۔ بخلاف حامل یا خارج المرکز کہ اگر دونوں **متمم** کو **ایک** جسم مانیں تو یہ اس کے **ثخن** میں ضرار ہے مگر ان کی گردش سے اس کا این موہوم نہ بدلے گا تو ان کی حرکت سے یہ متحرک بالعرض نہ ہوگا۔

جونپوری کے شمس بازغہ میں زعم کہ اگر یہ اس کے ساتھ نہ پھرے تو اسے حرکت سے روکدے گا۔ دو وجہ سے محض بے معنی ہے (۱) نہ یہ اس کی راہ میں واقع ہے نہ اس میں جڑا ہوا ہے کہ بے اپنے اسے نہ چلنے دے (۲) اور اگر بالفرض راہ روکے ہوئے ہے تو گھومنے سے کھول دے گا۔ حرکت **وضعیہ** سے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی اگر یہ ان میں چسپاں بھی ہو تو ان کے گھومنے سے ضرور گھومے گا۔ مگر یہ انتقال بالذات اسے بھی عارض ہوگا اگرچہ دوسرے کے علاقہ سے ہو۔ عرض نہ ہو گا بلکہ ذاتی عرضی صورت کے سوا وضعیہ میں عرضیہ کی کوئی تصویر ثابت نہیں۔ **و من ادعی فعلیہ البیان افلاک** میں فلاسفہ کا محض ادعیٰ ہے اس لئے کہ ان میں قاسر سے بھاگتے ہیں۔ مشایعت ساتھ ساتھ چلنا ہے نہ یہ کہ ایک ساکن محض رہے۔ دوسرے کی حرکت اس کی طرف منسوب ہو۔

چکروں کا بیان ابھی گزرا تو عرضیہ میں فریقین کی بحث خارج از محل ہے۔ ابن سینا پھر جونپوری مذکور نے زعم کیا کہ فلک کی مشایعت میں کرہ نار کی حرکت عرضیہ اس لئے ہے کہ ہر جز نار نے اپنے محاذی کے جز فلک کو گویا اپنا مکان طبعی سمجھ رکھا ہے اور بے شعوری کے باعث یہ خبر نہیں کہ اگر اسے چھوڑے تو اسے دوسرا جز بھی ایسا ہی اقرب و محاذی مل جائے گا۔ ناچار بالطبع اس کا ملازم ہوگیا ہے لہذا جب وہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتا ہے کہ اس کا ساتھ نہ چھوٹے اور اس پر اعتراض ہوا کہ فلک ثوابت فلک اطلس کے سبب کیوں متحرک بالعرض ہے؟ اس کے اجزاء نے تو اسکے اجزاء کو نہیں پکڑا کہ خود جدا حرکت رکھتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اس کے اقطاب نے اپنے محاذی اجزاء کی ملازمت کرلی ہے اور وہ اس کے اقطاب پر نہیں' لہذا ان اجزاء کی حرکت سے اس کے قطب گھومتے ہیں لاجرم سارا کرہ گھوم جاتا ہے۔ اقول یہ شیخ چلی کی سی کہانیاں اگر مسلم بھی مان لیں تو عاقل بننے والوں نے اتنا نہ سوچا کہ جب ناروفلک البروج کی یہ حرکت اپنے اس مکان کی حفاظت کو ہے تو اس کی اپنی ذاتی حرکت ہوئی یا عرضیہ۔

وثالثا مخالف کو یہاں عرضیہ ماننے کی حاجت ہی نہیں اس کے نزدیک آب و ہوا و خاک سب کرہ واحدہ ہیں اور حرکت واحدہ سے متحرک۔

دفع دوم کہ اول کا رد دوم ہے۔ پانی اور وہ ہوا کہ جو زمین پر ہے کیوں اس کی متابعت کرنے لگی کہ وہ زمین سے متصل نہیں اور دریائے متحرک بالعرض سے اس کا اتصال اسے متحرک بالعرض نہ کردے گا۔ ورنہ تمام عالم زمین کی حرکت سے متحرک بالعرض ہو جائے کہ اتصال در اتصال

سب کو ہے۔ اب لازم کہ جہاز سے جو پتھر پھینکیں اوپر کو تو وہ جہاز میں لوٹ کر نہ آئے بلکہ مغرب کو گرے کہ دریا زمین کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے۔ جہاز اس کے ساتھ مغرب کو جائے گا لیکن پتھر اب جہاز پر نہیں ہوا میں ہے اور ہوا متحرک بالعرض نہیں تو جب تک پتھر نیچے آئے جہاز کہیں کا کہیں نکل جائے گا۔ **اقول اولی فلک الافلاک** سے متصل تو صرف فلک ثوابت ہے۔ تمہارے نزدیک اس کی حرکت عرضیہ سات زینے اتر کر فلک قمر تک کیسے گئی۔ ثانیا وہی کہ مجموع کرہ واحدہ ہے تو سب خود متحرک۔

دفع سوم کہ دوم کا رد اول ہے جو جسم کہ دوسرے کو اٹھا سکے اس کا اس پر قرار ہو سکے اس کی حرکت سے اس کی حرکت بالعرض ممکن ہے اور جب یہ اس پر ٹھہر ہی نہ سکے وہ اسے سنبھال ہی نہ سکے تو اس کی طبیعت اسے کب ہوئی کہ اس کی حرکت سے متحرک ہو یہ قطعاً" بدیہی بات ہے اور اس کا انکار مکابرہ دفع، چہارم کہ دوم کا رد دوم ہے۔ جسے علامہ قطب الدین شیرازی نے تحفہ شاہیہ میں ذکر فرمایا کہ ہوا اگر حرکت متدیرہ ارض سے بالعرض متحرک ہو بھی جب بھی چھوٹے پتھر پر بڑے سے اثر زائد ہوگا کہ جسم جتنا بھاری ہو گا دوسرے کی تحریک کا اثر کم قبول کرے گا تو ان ساتوں (یعنی ۱۱) دلائل میں ہم ایک بار ہلکے ایک بار بھاری اجسام دکھائیں گے ان میں تو فرق ہونا چاہئے **مثلاً**" ایک پر اور ایک پتھر اوپر پھینکیں تو چاہئے کہ پر تو وہیں آکر گرے کہ ہوا کی حرکت عرضیہ کا پورا اثر لے گا اور پتھر وہاں نہ آئے مغرب کو گرے کہ ہوا پورا ساتھ نہ دے گا حالانکہ اس کا عکس ہے۔ پتھر وہیں آتا ہے اور پر بدل بھی جاتا ہے۔ مخالف کی طرف سے علامہ عبدالعلی نے شرح **مجسطی** میں اس کے تین جواب نقل کئے۔ مشایعت فرض کر کے مشایعت سے انکار عجیب ہے۔

مشایعت ہوا کی فرض کی ہے نہ کہ پتھر کی اعتراض عجیب ہے۔ شرح **مجسطی** میں کہا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ مقصود تحفہ انکار مشایعت حجر ہے بلکہ وہ متحرک ہو گا توقسر ہوا سے کہ ہوا تو یوں مشایع زمین ہوئی کہ اس کا مقعو ملازم ارض ہے۔ حجر کو ہوا سے ایسا علاقہ نہیں۔ اقول اولٰی تضعیف جواب بے وجہ ہے۔ ثانیا یہ زیادت زائد و ناموجہ ہے۔ ملازمت مقعو کیا مفید مشایعت ہے ورنہ افلاک تک مشایع ہوں اور اگر یہ مقصود کہ ہوا میں یہ علاقہ منشا شبہہ ہے بھی حجر میں تو اتنا بھی نہیں۔ اقول وہاں تو ایک سطح سے مس ہے اور یہاں جملہ اطراف سے احاطہ۔ دو بڑے چھوٹے پتھروں پر اثر کا فرق تو تجربہ سے کھلے اور وہ یہاں متعذر کو بڑا پتھر اوپر پھینکا جائے گا اور چھوٹا اپنی حرکت میں ہوا کے سبب پریشان ہوجائے گا۔ علامہ نے کہا مثلاً" سیر بھر کا پتھر ہوا سے مشوش نہ ہو گا اور تین سیر کا اوپر پھینک سکتا ہے۔ اقول وہ جواب ہی فراہمل ہے۔ اولاً" اوپر سے تو گرا سکتے ہیں ثانیا خود فرق کیا کہ چھوٹا ہوا سے مشوش ہوگا۔ نہ بڑا یہی تو منشاء دفع تھا کہ ان پر اثر یکساں نہ ہوگا۔ ثالثاً قبول اثر تحریک میں صغیر و کبیر کا تفاوت حکم عقل ہے محتاج تجربہ نہیں، بڑے چھوٹے پر اثر کا فرق حرکت قسریہ میں ہے، عرضیہ میں سب برابر رہتے ہیں۔ کشتی میں ہاتھی اور بلی برابر راستہ قطع کریں گے۔ علامہ نے کہا مصرح ہو چکا ہے کہ ایک کی حرکت سے دوسرے کی حرکت عرضیہ صرف اس وقت ہے کہ یہ اس کا مثل جز ہو یا وہ اس کا مکان طبعی۔۔۔ حجر کو ہوا سے دونوں تعلق نہیں تو ہوا کی حرکت اگرچہ عرضیہ ہو پتھر کو قسرا ہی حرکت دے گی اور یہ ممتنع نہیں۔ جیسے جالس سفینہ کا کسی شئے کو قسر متحرک بالعرض دوسرے کو اور حرکت قسر یہ دے سکتا ہے اور اسی حرکت عرضیہ سے بھی قسر کر سکتا ہے جبکہ اینیہ

(حاشیہ ۵۲ صفحہ پر)

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

فاضلِ بریلوی کا فقہی مقام

ڈاکٹر
حسن رضا خان
(انڈیا)

اعلیٰ حضرت کی سوانح دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بچپن ہی سے صالح **الفکر**' صائب الرائے شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کا بچپن ایک زکی الطبع' قوی **الفکر** انسان کے شباب سے کم نہ تھا۔ آپ سرحد شباب میں داخل ہونے تک جملہ فنون عربیہ اور علوم دینیہ اور ان کے مبادی میں ماہر نظر آتے ہیں۔ علم کے کسی میدان میں آپ کی جولانی قلم میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ علم حدیث میں آپ امام سیوطی کے مظہر نظر آتے ہیں تو تفسیر میں ابن جریر کے پرتو ہیں۔ علوم عربیہ میں **سحبان** کی شان رکھتے ہیں تو امام ابوحنیفہ کے قواعد و اصول برتنے میں آپ پر بزدوی سرخسی کا شبہ ہوتا ہے اور صرف انہیں علوم تک نہیں بلکہ جملہ **عقلیہ و نقلیہ** میں آپ کی شان یکساں معلوم ہوتی ہے۔ اور اس شان میں آپ کی انفرادیت اس درجہ ہے کہ اقران و امثال ہی نہیں بلکہ کئی صدی قبل بھی آپ کی نظیر تلاش کی جائے تو آپ منفرد نظر آئیں گے۔

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کا جائزہ لینے کے بعد ہر وہ شخص جس نے مشہور فقہاء کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہوگا وہ اس نتیجہ پر بہت آسانی سے پہنچ سکتا ہے کہ امام ابن ہمام کی شان روایت اور رنگ اجتہاد سے مزین فکر جو ان کی خصوصیت تھی ان کے بعد صرف اعلیٰ حضرت کو ملی اور مسائل کی تنقیح فقہ کی جملہ متداول کتب پر نظر رکھتے ہوئے جو علامہ شامی کی ایک مسلمہ خصوصیت تھی اعلیٰ حضرت کے حق میں مقدر ہو گئی گویا اعلیٰ حضرت بہ یک وقت ابن ہمام بھی تھے اور ابن عابدین بھی۔

عرب و عجم کے بے شمار فقہا اور اہل علم و دانش اعلیٰ حضرت کا **تفقہ** تسلیم کر چکے ہیں۔ **الدولتہ المکیہ** اور اعلیٰ حضرت کی دوسری تصانیف پر علمائے ہذاق کی تقریظات ہمارے اس دعویٰ کا بین ثبوت ہیں اعلیٰ حضرت فقہائے متقدمین کی جملہ خصوصیات کے حامل تھے:

(ا) اقوال سلف پر آپ کی نظر بہت وسیع تھی جب کسی مسئلہ کی تائید میں ائمہ سابقین کی شہادتیں بیان کرنے پر اترتے ہیں تو سیکڑوں سے بھی انکی تعداد متجاوز ہو جاتی ہیں اپنے پیشرو فقہاء کے اقوال کی مکمل تنقیح فرماتے ہیں کسی نقل یا دلیل پر پرکھے بغیر اعتماد نہیں کرتے۔ روایات مذہب اور اگلوں کے استنباط کے قوت و ضعف اور مراتب صحت پر نشاندہی فرماتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ

اصحاب **تمییز** کے خواص سے **یقیناً** متصف تھے۔ ہمارے اس دعویٰ پر اعلیٰ حضرت کے ہزاروں فتاوے شاہد ہیں بذل الجوائز' سبحان السبوح' التحریر **الجید**' نفی العار' ردالرفضاء' **القطوب الدانیہ**' الہادی الحاجب جیسے پچاسوں رسالے سے آپ کے **استحضار** روایات و عبارات پر روشنی پڑتی ہے۔

اس ذیل میں یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ مسائل یا حکم کا منکر جن علماء پر اعتماد رکھتا ہے ان کی شہادتیں التزاما" لاتے ہیں۔ حیات الموات اور الکوکب **الشہابیہ** وغیرہ میں ایسے مواد ملتے ہیں۔

(۲) مذہب کی روایات مختلفہ کو باعتبار ترجیح ہم کئی حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ علمائے سلف نے اکثر روایات میں ترجیح و **تنقیح** فرما دی ہے لیکن جہاں ترجیحات میں معتمد فقہاء متفق ہیں وہیں بھاری تعداد اختلاف ترجیح کی بھی موجود ہے اور بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو تا ہنوز تشنہ ترجیح ہیں ترجیحات سلف میں ایسا بھی ہوا کہ جن اسباب کی روشنی میں کسی قول کو ترجیح دی گئی اور مرور زمانہ سے وہ اسباب متغیر ہو گئے اس لئے ترجیح جدید ضروری ہوئی۔

اعلیٰ حضرت نے ترجیح سابق میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ فرمائی مذہب جس طرح کتب متون میں منقول ہے اس پر اعتماد فرمایا البتہ زمانہ کے تغیرات سے شرعا" حکم پر جو اثر پڑتا ہے اس کی رعایت التزاما" ملحوظ رکھی ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ **الفتوی یتغیر بتغیر الزمان** البتہ تبدیل حکم میں تغیرات ماحول کا ہر جگہ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کے لئے چھ مواضعات کا تعین فرمایا ہے اور ایک ضابطہ وضع کر کے یہ ثابت کیا کہ یہ تغیر حکم بھی قول امام کے درجہ میں ہے فرماتے ہیں:

"قول امام کی دو صورتیں ہیں ظاہر اور ضروری۔ قول ظاہر جو امام سے صراحتہ" منقول ہو۔ قول ضروری یہ ہے کہ امام سے منقول تو نہ ہو لیکن کسی حکم عام کے تحت آسکے کہ اگر اس ماحول میں امام کے سامنے یہ صورت مسئلہ آتی تو یہی حکم صادر فرماتے قول ظاہر اور ضروری میں تعارض ہو تو ضروری کو ترجیح دی جائے گی اور یہ تعارض صرف چھ صورتوں میں معتبر ہیں۔ (۱) ضرورت (۲) رفع حرج (۳) عرف (۴) تعامل (۵) اہم دینی مصلحتوں کی تحصیل (۶) کسی فساد موجود یا **مظنون** کا ازالہ۔ اور انہیں وجوہ کے پیش نظر صحیح احادیث کے خلاف میں بھی فتویٰ دیا جاتا ہے جو درحقیقت مخالفت حدیث نہیں جیسے عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا۔"

اختلاف ترجیح کی شکل میں آپ نے ترجیحات کو کالعدم قرار دیا اور پوری بحث و **تبحیث** کے بعد یہ ضابطہ مقرر فرمایا **یقدم قول الامام عند اختلاف التصحیح**۔

اسی طرح آپ نے صدہا غیر **منقح** تشنہ ترجیح مسائل کی اسباب و علل کی روشنی میں ترجیح فرمائی۔ آپ کے فتاویٰ کے ساتھ کتب فقہ پر آپ کے حواشی و **تعلیقات** ہمارے اس بیان کی واضح دلیل ہیں اس لئے ہم کو بجا طور پر یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ائمہ ترجیح میں بھی شمار کریں۔

(۳) روایات مذہب اور فقہائے مابعد کے اقوال میں مجمل اور مبہم اقوال بھی بہ کثرت ملتے ہیں۔ ائمہ تخریج نے مجمل کی تفسیر اور مبہم کا بیان اور دیگر قیود و شرائط کا بیان فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور تک بھی کچھ ایسے گوشے باقی رہ گئے کہ جن میں عمل تخریج کی ضرورت تھی آپنے ایسے بیشتر مقامات کی **تنقیح** فرمائی اور اسی تخریج کے ذریعہ حکم کے لئے صورت مسئلہ کا تعین فرمایا۔ **مثلا"** ماء مستعمل کی تعریف اور اس کا حکم متون مذہب میں بالفاظ

ذیل منقول ہے:

"والماء المستعمل لا یجوز استعمالہ فی طھارۃ الاحداث والماء المستعمل کل ماء ازیل بہ حدث او استعمل فی البدن علی وجہ القربتہ"

اعلیٰ حضرت نے کل ماء میں ماء قلیل کی قید پھر بدن سے جدا ہونے کی قید کا بھی اضافہ فرمایا اور ستائیس (۲۷) احتمالات قائم کرکے پانی کے مستعمل ہونے کی صورت متعین فرمائی اس موضوع پر مکمل مفصل تحقیق پر "**الطراس المعدل**" نامی ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ جسم انسانی کا پانی سے مس پانی کو کب مستعمل بناتا ہے اس پر مفصل توضیح و تفسیر اور احتمالی صورتوں کی تعلیل وغیرہ کے ساتھ نہایت درجہ محقق و منقح بیان کے لئے ایک بسیط رسالہ **النمیقہ الانقی** تحریر فرمایا۔ بچوں کی صغیر و کبیر اشیاء کا استعمال ممنوع ہونے اور اس کا ہبہ باطل ہونے پر ایک مفصل رسالہ عطاء النبی تحریر فرمایا--- جس میں مبہم عبارتوں کی تشریح اور احتمالات کی تعیین اور صورت مسئلہ کا تقرر وغیرہ مذکور ہے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور رسائل و حواشی میں تخریجات کی نظائر کم نہیں ہیں۔

ائمہ سابقین کی تخریجات میں جو تسامح ہوا ہے اس کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ رسالہ "**اضافتہ الطلاق**" اور "**جدالممتار**" میں اس کے نظائر و شواہد موجود ہیں۔ امام ابن ہمام، ابوالسعود، ابن کمال، برجندی، **زیلعی**، **ملک** العلماء کاسانی، فخرالاسلام بزدوی اور شمس الائمہ سرخسی علیہم الرحمہ کی تخریجات پر جابجا مدلل کلام فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت کی ان ابحاث پر نظر پڑنے کے بعد ایک دانشمند قاری آپ کا مقام ائمہ تخریج میں آسانی سے متعین کر سکتا ہے۔

(۴) حوادث و وقائع کا سلسلہ غیر متناہی ہے جب کہ نصوص شرعیہ متناہی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر نئے پیدا ہونے والے مسئلہ کا حکم شرعی اجتہاد کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔ مجتہدین فی المسائل امام مطلق کے اصول و قواعد کی روشنی میں ان مسائل کو حل فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے دور میں پیدا ہونے والے سیکڑوں مسائل میں احکام کا استخراج فرمایا ہے **مثلاً** "نوٹ کی ایجاد کے بعد کئی قسم کے مسائل پیدا ہوئے کہ نوٹ سونا چاندی نہیں ہے لیکن قیمتی ہے۔ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ جنس قدری نہیں ہے بلکہ عددی ہے تو اس کی بیع تفاضل سود کہلائے گی یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے نوٹ کی حقیقت شرعی متعین کر کے اس سے متعلق احکام کا بیان فرمایا۔ آپ کا یہ فتویٰ سو صفحات سے متجاوز ہو گیا۔ جس کا تاریخی نام کفل **الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم** ہے عرب و عجم کے مشائخ کبار نے اسے بے پناہ سراہا۔

روسر کی شوگر سے متعلق یہ بات مشہور ہو کر حکم شرع کی طالب ہو گئی کہ شکر کا تصفیہ ہڈیوں کے برادہ سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ یہ ہڈیاں حلال جانوروں کی ہیں یا نہیں۔ پاک ہیں یا ناپاک؟ اعلیٰ حضرت نے دریافت حکم کے لئے دس مقامات استدلال کے ساتھ قائم فرمائے۔ اس کے بعد نہایت اعلیٰ تحقیق کے ساتھ حکم شرع کا استنباط فرمایا۔ آپ کی یہ تحقیق وسیع ہو کر رسالہ "**الاحلی من السکر**" کی شکل میں کئی اجزاء میں سمائی۔

ریل پر نماز کا حکم کیا ہے؟ جن مقامات میں **ایکشب** و روز کا سال ہوتا ہے وہاں روزہ نماز کا کیا حکم ہے؟ ریلوے گارڈ اور ڈرائیوں ٹرین لے کر مسافت سفر طے کریں تو وہ مسافر کہلائیں گے یا نہیں ان تمام کا حکم استخراج فرمایا۔

سلف کے استنباط میں جو مواضع **تنقیح طلب** تھے انکی

تنقیح فرمائی بطور نمونہ ایک مثال پر اکتفاء کرتا ہوں۔
حکم ائمہ یہ ہے کہ وصی یا وارث نے میت کی تجہیز و تکفین مثل اپنے مال سے کردی تو ترکہ سے اپنی رقم واپس لے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ جہاز و کفن مثل دین میں شمار ہو گا یا اسے حق تکفین سے موخر کرنا پڑے گا۔ اور حکم تکفین میں رکھیں تو اس سے رقم کی ادائیگی دیون پر مقدم ہوگی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کفن دینے والا اسوۃالغرماء ہے اس کا حق دیگر قرض خواہوں پر مقدم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ دین پر تجہیز کی تقدیم حق میت کے سبب تھی جس طرح حالت حیات میں ذاتی حق مثل نان شبینہ دیون پر مقدم تھا اور جب وصی یا وارث نے تکفین کر دی تو حق میت ساقط ہو گیا اب صرف ادائے دین کی صورت رہ گئی۔ **فهو اسوة الغرماء** اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ کوئی شخص لباس کا ضرورت مند ہو تو اس کی یہ ضرورت عام دیون پر مقدم ہوگی۔ لیکن اگر کسی نے اسے بہ شرط رجوع لباس دے دیا تو یہ دینا دیگر دیون پر مقدم نہ ہوگا بلکہ وہ بھی احدالدائنین میں شمار ہے نیز یہ کہ آدمی اپنی حیات میں اکل و شرب و دیگر حاجات اصلیہ کے لئے دین لیتا ہے تو یہ دائن کسی صورت سے اس سے کم درجہ نہیں جس نے موت کے بعد طاری ہونے والی حاجت کے لئے دین دیا۔

اعلیٰ حضرت کے استنباط و استخراج کو اگر ہم تفصیل سے قلمبند کریں تو یقیناً ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

ان شواہد کے لکھنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مجتہد فی **السمائل** کہنے میں بھی ہمیں کسی قسم کا تردد یا اشکال نظر نہیں آتا بلکہ اعلیٰ حضرت میں یہ اوصاف بطور ملکہ تھے۔

(۵) اعلیٰ حضرت جہاں دین کے اصول و فروع اور عربیت کے فنون میں یدطولیٰ رکھتے تھے وہیں آپ فقیہ النفس بھی تھے۔ عہد طفلی میں بھی صاحب بصیرت مفتی دکھائی دیتے ہیں آپ نے آٹھ سال کی عمر میں فرائض کا ایک دقیق فتویٰ تحریر فرمایا۔ اور جب آپ عمر کے تیرھویں سال میں داخل ہوئے اس وقت درس نظامیہ سے متعلق علوم و فنون میں آپ ماہر ہو چکے تھے۔ بلکہ زیر تعلیم کتابوں پر آپ کے حواشی و **تعلیقات** بھی موجود تھے۔ اور جب آپ تیرہ سال دس مہینہ پانچ دن کی عمر کو پہنچے اسی روز آپ پر نماز فرض ہوئی اور اسی روز آپ کے والد ماجد نے منصب افتاء پر مامور فرمایا۔ بیٹھتے ہی آپ کے سامنے سب سے پہلے حرمت رضاعت سے متعلق ایک دقت طلب مسئلہ پیش ہوا کہ ناک کے ذریعہ عورت کا دودھ بچے کے حلق میں پہنچ گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں۔ آپ نے مدلل طور پر حرمت رضاعت ثابت ہونے کا حکم صادر فرمایا۔

ابتدائے عمر میں ہی آپ کو فقہی جزئیات و کلیات پر عبور حاصل تھا عمر کے اضافہ کے ساتھ آپ کی علمی گہرائی' وسعت مطالعہ اور ممارست و تجربہ میں اضافہ ہوتا گیا۔

آپ کی فقہی خصوصیات میں یہ امر بہت اہمیت رکھتا ہے کہ ابتداء سے لے کر اخیر عمر تک آپ کے فتاویٰ تحقیق پر مبنی ہوتے تھے اور آپ کو کسی فتویٰ سے رجوع کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کی فقہی اور کلامی بحثیں اور انداز تحقیق دیکھنے کے بعد ہم درج ذیل نتائج بھی اخذ کرتے ہیں۔

(الف) کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کتاب اللہ سے استنباط ممکن ہو تو اسے نظر انداز نہیں ہونے دیتے۔ یہ ضرورت نہیں کہ جو مسئلہ زیر بحث ہے اسی پر قرآنی شہادت قائم کی جائے بلکہ ضمنی مسائل اور مسئلہ زیر بحث کے مقدمات پر گفتگو کرتے ہوئے بھی قرآن مجید سے استدلال

کرتے ہیں اور جب آپ کتاب اللہ سے کوئی دلیل لیتے ہیں تو بسااوقات اصولی اور تفصیلی بحثیں بھی سامنے آ جاتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ ایک عظیم مفسراور ماہر اصول فقہ ہیں ساتھ ہی ساتھ مفسرین کرام کے اقوال اور بے شمار کتب تفسیر پر عبور تامہ ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ ہم اپنی تائید میں اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ "تجلی الیقین جزاء اللہ عدوہ' الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیۃ' الامن والعلیٰ' سبحان السبوح جیسی متعدد تصانیف کو پیش کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت کا قابل تعریف موقف یہ بھی ہے کہ تفسیر قرآن میں اپنی رائے کو ہرگز دخل نہیں دیتے۔

(ب) اعلیٰ حضرت کے تحقیقی فتاوی میں احادیث کریمہ کی شہادتیں اس وسیع پیمانے پر ملتی ہیں کہ گویا تمام احادیث مرویہ آپ کی نگاہ میں تھیں۔ احادیث کے راویوں' حدیث کے صحت و ضعف اور دوسرے اقسام الفاظ کے تغیرات متن و سند کی زیادات پر موقع موقع سے بحثیں بھی فرماتے ہیں۔ جرح و تعدیل کے الفاظ و معانی اور متن کے اقسام دلالات احادیث کے محمولات اور محتملات نیز دیگر نکات پر بھی آپ گہری نظر رکھتے تھے۔ بالعموم کوئی بھی حدیث بے حوالہ کتب ذکر نہیں فرماتے ایک ایک حدیث کی تخریج میں کبھی کبھی دس پندرہ کتابوں کے نام بطور حوالہ ذکر فرماتے ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر آپ کے پیشروؤں سے کسی حدیث کے حوالہ میں کوئی سہو ہو گیا تو آپ اس کی تصحیح تخریج فرماتے ہیں اور نتائج کی نشاندہی بھی فرماتے ہیں۔ اسی طرح مراد حدیث میں کسی سے چوک ہوئی تو اس پر بھی آگاہ فرماتے ہیں۔

(ج) مسائل فقیہہ کے استخراج اور استنباط و تائید میں ضمناً" کئی علوم کا بکثرت استعمال فرماتے۔ لغت' نحو' صرف' معانی' بیان' منطق و فلسفہ' حساب اقلیدس اور ہیئت وغیرہ سے مدد لینے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے۔

علوم کی معرفت و ممارست بہت ہی اہم اور مشکل شے ہے لیکن کمال علم و وفور علم یہ ہے کہ علوم غیر متعلقہ سے بھی مقصد برآری میں کامیابی حاصل کرلی جائے۔ اور سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ علوم و فنون کو دین متین کی خدمت میں بھی لگا دیا جائے اعلیٰ حضرت کو یہ خصوصیت بدرجہ کمال حاصل تھی۔

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ وغیرہ کامطالعہ کرنے کے بعد اول نظر میں آپ کی حسب ذیل خصوصیات کا ادارک ہر قاری کو ہوتا ہے۔

☆ جس مسئلہ کی تحقیق فرماتے ہیں اس میں اقوال سلف کا استقصار فرماتے ہیں۔
☆ احتمال شقوق کا استیعاب کرتے ہیں۔
☆ غیر معتمد اقوال و شقوق پر کلام وافر فرماتے ہیں۔
☆ کلام سلف کی توجیہات کرتے ہیں۔
☆ اقوال متبائنہ و دلائل مختلفہ میں تطبیق دیتے ہیں۔
☆ تطبیق و توجیہ ناممکن ہو تو ترجیح دیتے ہیں۔
☆ توجیہ و توفیق اور ترجیح کے اسباب وعلل پر مدلل کلام فرماتے ہیں۔
☆ ضوابط کلیہ وضع فرماتے ہیں۔
☆ اصلاح و اضافہ فرماتے ہیں۔
☆ دلائل کا تکاثر پایا جاتا ہے۔
☆ دلائل و مسائل کی بھرپور تنقیح فرماتے ہیں۔
☆ مسائل جدیدہ کا استنباط کرتے ہیں۔
☆ علوم عصریہ سے دینی مسائل کی تائید فرماتے ہیں۔

(ماخوذ از مقالہ ڈاکٹریٹ "امام احمد رضا کا فقہی مقام"
پٹنہ یونیورسٹی' پٹنہ' انڈیا)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

علامہ سیّد آلِ رسول نظمی (سجادہ نشین، مارہرہ شریف، انڈیا)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ جن دنوں مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے اس وقت وہ اپنے ساتھ تمام تر علمیت، فضیلت، شہرت لئے ہوئے تھے۔ بس کسر تھی تو ایک نسبت کی۔ مارہرہ مطہرہ کے ایک سید زاد نے اس خانزادے کو شرف بیعت عطا کیا اور اس کے ظرف کو دیکھتے پرکھتے ہوئے اسی وقت اپنے خانوادے کی ساری خلافتیں اجازتیں عطا فرما دیں۔ خلفاء نے عرض بھی کیا حضور، آپ کے خانوادے کی تو یہ روایت رہی ہے کہ مجاہدے اور آزمائش کے بنا کسی کو خلافت نہیں دیتے۔ خاتم الاکابر شاہ آل رسول احمدی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس آئینے پر دھول ہوتی ہے اسے صاف کیا جاتا ہے۔ مولوی احمد رضا اپنا آئینہ دل پہلے ہی سے صاف ستھرا لائے تھے۔ پھر مزید صفائی کی کیا ضرورت تھی۔ شاہ آل رسول نے ایک نشست میں فرمایا عرصہ دراز سے یہ فکر دامن گیر تھی کہ کل جب قیامت میں رب پوچھے گا آل رسول ہمارے لئے کیا لایا تو کیا عرض کروں گا۔ الحمدللہ اب وہ فکر دور ہوئی۔ اب جب رب پوچھے گا آل رسول ہمارے لئے کیا لایا تو عرض کروں گا احمد رضا لایا، سبحان اللہ دنیا کے سارے مرید اپنے مرشد پر ناز کریں مگر یہ مرشد ایسا کہ اپنے مرید باصفا پر ناز کرے---- حضور والد ماجد سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمتہ والرضوان فرماتے۔ ہم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تھا کہ مجدد کے مرتبے پر اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے کسی سید زادے کو فائز کر دیتا پھر آخر بریلی کے ایک خانزادے کو کیوں یہ منصب عطا فرما دیا۔ تب اندر سے کسی نے جواب دیا، آل مصطفیٰ، اگر کوئی سید مجدد کے منصب پر فائز ہوتا اور وہ اس طرح سادات کے احترام کا درس دیتا تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ سید زادہ اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے۔ اس نے آل رسول کا ادب و احترام ایک نائب رسول کے زبان و قلم سے مشتہر کروا دیا۔ اعلیٰ حضرت کا دنیا بھر کے تمام سیدوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے قول و فعل و حال کے ذریعہ دنیا والوں کو یہ بتا جتا دیا کہ سیدوں کا ادب کس طرح کیا جاتا ہے۔

بہت پہلے بھیونڈی میں ایک یوم رضا کے موقع پر میں نے ایک مقالہ پڑھا تھا، اس کے شروع میں لکھا تھا:

امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ، عشق اور عمل کا ایک ایسا مثلث تھے جس کے ہزار زاویے۔ وہ علم و فضل اور زہد

و تقویٰ کا ایک ایسا قطب مینار تھے جس کی اونچائی کا اندازہ لگانے میں اچھے اچھوں کے سر سے ٹوپیاں گر جاتی ہیں۔ اللہ' اللہ امام احمد رضا کی عبقری شخصیت' ۵۵ سے زیادہ علوم ظاہر و باطن پر قلم اٹھایا' دس ہزار صفحات پر مشتمل فتاویٰ لکھ کر دنیا کو دین حق سے روشناس کرایا اور سیکڑوں اشعار قلمبند کر کے لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ روشن کئے۔ میں نے اپنی ایک طویل نظم میں اعلیٰ حضرت کو یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

یہی تھے وہ خاتم الاکابر
کہ جن کے ہاتھوں بکے بریلی کے خان زادے
مرید احمد رضا تھے ایسے
کہ جن پہ نازاں تھے ان کے مرشد
یہی وہ احمد رضا تھے جن کو
علوم ظاہر و باطن میں سب نے اپنا امام مانا
انہیں کی تقلید اس زمانے میں
سنیت کی کسوٹی ٹھہری
انہوں نے دنیا کو یہ بتایا
کہ پیر کا احترام کیا ہے
انہوں نے شعرو سخن کے میدان میں
نعت گوئی کا ایک اچھوتا شعور بخشا
رضا کے موئے قلم نے
نجدی ملاعنہ کے حواس پر بجلیاں گرائیں
حسام الحرمین ذوالفقار علی کی صورت
چلی سپاہ وہابیہ پر
سکھایا احمد رضا نے دنیا کو
حق و باطل میں فرق کرنا
یہ فیض آل رسول کا تھا
امام احمد رضا نے دنیا میں اعلیٰ حضرت خطاب پایا

راقم الحروف کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اس گدی کا وارث ہے جس سے امام احمد رضا منسلک تھے۔ وہ حجرہ مبارکہ بھی میرے مکان میں ہے جہاں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے شاہ آل رسول علیہ الرحمتہ کے دست مبارک پر خود کو ہمیشہ کے لئے بیچ دیا تھا۔

نظمی کی نعت گوئی اعلیٰ حضرت کا عطیہ ہے۔ لوگ مجھے امام احمد رضا کی شاعری کی چلتی پھرتی کرامت کہتے ہیں اور مجھے پرتو کلام رضا کا لقب دیا گیا ہے۔ اسے میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ لوگ میری نعتیں سن کر کلام الام امام الکلام کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مجھے بھی یہ کہنے میں کوئی عار نہیں

یہ فیض کلک رضا ہے کہ شعر کہتا ہوں
وگرنہ نعت کہاں اور کہاں قلم میرا

اعلیٰ حضرت کو میں نے اپنی نعتیہ شاعری کا استاد تسلیم کیا ہے۔ درحقیقت مجھے شعر کہنے کی تحریک ہی حدائق بخشش سے ملی ہے۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت کی شان میں میرا منظوم خراج عقیدت ملاحظہ فرمائیں:

سونے چاندی کو جانچنے کے لئے
سنگ پارس سے کام لے لیجئے
اور وہابی کو جاننے کے لئے
اعلیٰ حضرت کا نام لے لیجئے

☆ ○ ☆

جب بھی کوئی پوچھتا ہے اہلسنّت کی سند
پیش کر دیتے ہیں ہم تو اعلیٰ حضرت کی سند
جس کا چہرہ کھل اٹھے احمد رضا کے نام پر
گویا اس کو مل گئی جیتے جی جنت کی سند

☆ ○ ☆

اعلیٰ حضرت نے جو خدمت کی قرآن پاک کی

ان پہ رحمت تھی سرا سر صاحب لولاک کی
نجدیوں سے کیا گھٹے گا رتبہ احمد رضا
حیثیت طوفاں کے آگے کیا خس و خاشاک کی

اعلیٰ حضرت کے قلم کے بارے میں حضوروالد ماجد سید میاں علیہ الرحمہ نے ایک بار فرمایا تھا:

ذوالفقار حیدری کا جانشیں تیرا قلم
مظہر مشکل کشا احمد رضا خاں قادری
خاندان برکت اللہی کا تو چشم و چراغ
ہو گیا ہاں ہو گیا احمد رضا خاں قادری

نظمی اپنے والد کے اتباع میں یوں عرض کرتا ہے:

اعلیٰ حضرت کے قلم کا زور کیوں کر ہو رقم
اعلیٰ حضرت کا قلم ہے اعلیٰ حضرت کا قلم
اس کی ہر جنبش میں عشق مصطفےٰ جلوہ نما
یہ قلم ہے سینوں پر رب تعالیٰ کا کرم

مسلک احمد رضا کے بارے میں آج کچھ لوگ انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ یہ کون سا نیا مسلک نکلا ہے۔ ایک عام بات ہے کہ کسی ٹانک میں مختلف ادویہ مختلف اجزاء ہوتے ہیں مگر اس مجموعہ ادویہ کو اس ساری دواؤں کا الگ الگ نام دیا جاتا بلکہ ایک مستقل نام دیکر اس کی شناخت کرائی جاتی ہے۔ یہی حال مسلک احمد رضا کا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ کا مسلک ہو یا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا' مخدوم سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ہو یا شاہ برکت اللہ رحمتہ اللہ علیہ کا' سب کا نچوڑ ہے مسلک اعلیٰ حضرت۔ اسی لئے میں کہتا ہوں:

مشعل نوری لئے جب چل پڑے احمد رضا
نور احمد ان کے ہر ہر حال میں شامل رہا
علم ظاہر علم باطن کی امامت مل گئی
فضل حق سے مل گیا وصف فنائی المصطفیٰ

میرے والد ماجد نے برسوں قبل ایک منقبت میں یوں ارشاد فرمایا تھا:

یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد
حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

رب تبارک و تعالیٰ مسلک امام احمد رضا کو قیام قیامت تک سربلندی عطا فرمائے اور اعلیٰ حضرت کے فیوض روحانی سے ہم سینوں کو مالا مال فرمائے۔ آمین

گزشتہ ص۱۱۹ کا بقیہ

ہو۔ جیسے جالس سفینہ کی محاذات میں کسی درخت کی شاخیں آئیں اس کے صدمے سے ہٹ جائیں گے۔ ہر حرکت اینیہ میں دفع ہے لیکن حرکت وضعیہ میں دفع نہیں جس کی تحقیق ہم زیادات فضلیہ میں کریں گے۔ تو قیاس مع الفارق ہے۔ ہدیہ سعیدیہ میں اس سوم پر یوں رد کیا کہ عرضیہ میں بھی تساوی مسلم نہیں۔ بہتے دریا میں لٹھا اور چھوٹی لکڑی ڈال دو لکڑی زیادہ بہے گا۔ اقول یہاں نری عرضیہ نہیں' قسو یہ بھی ہے کہ پیچھے سے آنے والی موجیں آگے کو دفع کرتی ہیں۔ جیسے لکڑی لٹھے سے زیادہ قبول کرتی ہے۔

اقتباس (فوز مبین در رد حرکت زمین
از امام احمد رضا خاں ص ۱۵۲ تا ۱۶۸)
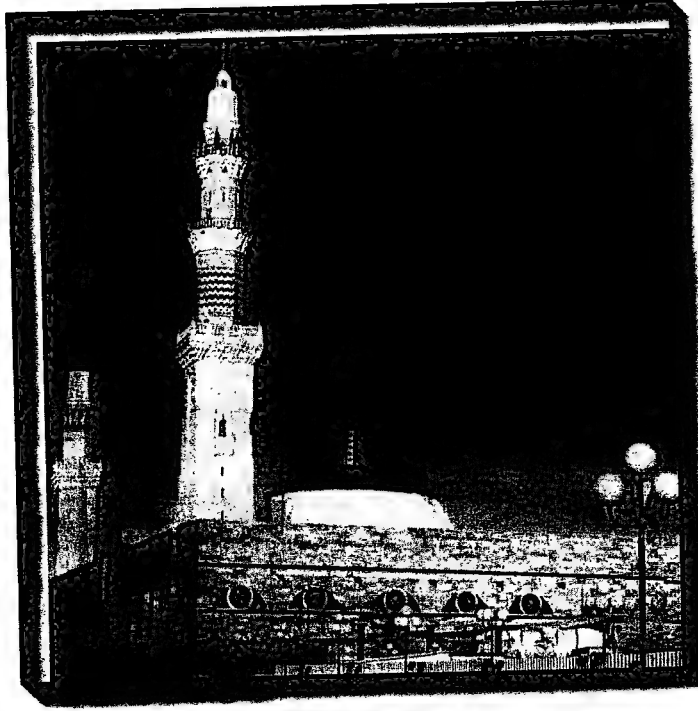
for sophisticated & seasonal garments

Salam's

Departmental Store

4, Dolmen Arcade, Bahadurabad, Karachi. Phone: 4941012
Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi. Phone: 522382

فاضل بریلوی

اوقات صوم و صلوٰۃ اور سمتِ قبلہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد صادق ضیاء (صدر شعبۂ ریاضی، گورنمنٹ کالج۔ فیصل آباد)

وقت آپ کا خاص موضوع ہے اور فن توقیت پر آپ کی قدرت حد درجہ حیرت خیز ہے۔ خود فرماتے ہیں:

"اوقات صحیح نکالنے کا فن' جسے علم توقیت کہتے ہیں' ہندوستان کے طلبہ تو طلبہ اکثر علماء اس سے غافل ہیں۔ نہ وہ درس میں رکھا گیا ہے نہ ہئیات کی درسی کتابوں سے آسکتا ہے۔"

فن توقیت پر آپ کی تقریباً بیں تصانیف' کتب' رسائل' تراجم اور حوشی کی صورت میں ڈاکٹر حسن رضا خان نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ (Thesis) "فقیہہ اسلام" میں شمار کی ہیں۔ آپ نے اوقات صوم و صلوۃ کی تخریج میں کتاب "زیج الاوقات للصوم والصلوۃ" تصنیف فرمائی۔

توقیت اور سمت قبلہ کی تخریج کے مسائل میں آپ علم ریاضی کے ساتھ ساتھ معلومات کے جدید ذرائع مثلاً" اٹلس (Atlas)' ناٹیکل المنک (Nautical Almanac) اور مشاہدہ فلک کے لئے غالباً" دوربین وغیرہ سے بھی مدد لیتے۔ لوگارثم میں آپ چیمبر کے ساتھ ہندسی لوگارثمی جداول Seven Figure Logarithmic Chamber's استعمال فرماتے۔

سحر و افطار کے نقشے کے ایک مطالبے کے جواب میں فرماتے ہیں:

"نقشے بھیجتا ہوں الموڑے اور بریلی میں اس ماہ مبارک میں سحری کا اوسط تفاوت منفی سوا پانچ منٹ ہے۔ یعنی اتنے منٹ وقت بریلی سے پہلے ختم ہے اور افطار کا اوسط مثبت سوا منٹ ہے یعنی بریلی سے سوا منٹ بعد۔ لیکن یہ حساب ہموار زمین کا ہے پہاڑ پر فرق پڑے گا اور وہ فرق بتفاوت بلندی متفاوت ہوگا۔ اگر دو ہزار فٹ بلندی ہے تو غروب تقریباً" 4 منٹ بعد ہوگا' اور طلوع اسی قدر پہلے۔ لہٰذا جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ وہ جگہ کس قدر بلند ہے جواب نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی دن کے طلوع یا غروب کا وقت صحیح گھڑی سے دیکھ کر لکھو تو میں اس سے حساب کرلوں کہ وہ جگہ کتنی بلند ہے۔"

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ وہ سحر و افطار کے وقت کا سکنڈ تک حساب فرما رہے ہیں اور سیکنڈ وقت کی بشری تقسیم میں شمار کی آخری اکائی ہے۔

اس فتوئ میں آپ علمی لحاظ سے نہایت وجیہ ریاضی

داں اور ہیئت داں نظر آتے ہیں۔ سہاور ضلع ایٹہ سے ایک استفسار کے جواب میں آپ کے جواب کا درج ذیل اقتباس بھی علم توقیت میں آپ کی ژرف نگاہی کا شاہد عدل ہے۔

"سہاور میں جس کا عرض شمالی ......48 ,27 (ڈگری) اور طول مشرقی ......53 ,78 (ڈگری) ہے۔ پنجم ماہ مبارک روز شنبہ مطابق 10 ستمبر 1910 کو غروب آفتاب ریلوے صحیح وقت سے چھ بج کر سوا چھبیس منٹ پر ہوا تو وہ گھڑی جس سے ساڑھے چھ پر افطار کیا گیا اگر صحیح تھی روزہ بے تکلف ہو گیا کہ غروب آفتاب کو پونے چار منٹ گذر چکے تھے...... ریلوے وقت سہاور کے اپنے وقت سے چودہ منٹ اٹھائیس سکنڈ تیز ہے۔"

اس مقام پر آپ کے فتاویٰ میں سے اہلیت کی شرعی حیثیت کے بارے میں آپ کے ان دو ارشادات کا بیان بے محل نہ ہو گا کہ "بے علم فتویٰ سخت حرام ہے" اور "جاہل کو طبیب بننا حرام ہے۔"...... سمت قبلہ نکالنے کے لئے آپ نے ایک رسالہ بہت بسط و تفصیل سے تصنیف کیا ہے۔ جس میں متعدد قواعد خود آپ کے ایجاد کردہ شامل ہیں۔ ان قواعد کے بارے میں علم توقیت کے ماہر مولانا ظفرالدین بہاری اپنی کتاب "الجواہر والیواقیت فی علم التوقیت" میں رقم طراز ہیں:

"جس مقام کا عرض بلد اور طول بلد معلوم ہو (ان قواعد سے) نہایت آسانی سے اس کی سمت قبلہ نکل آئے۔ آسانی اتنی کہ ان سے سہل تر بلکہ ان کے برابر بھی اصلاً کوئی قاعدہ نہیں۔"

مساجد کی سمت قبلہ کی صحت اور اس بناء پر نماز کی درستی کی دینی اہمیت کے خیال سے آپ نے برصغیر کے تقریباً تمام اہم شہروں کی جہت قبلہ نکال کر ایک جدول میں بہ ترتیب حروف تہجی اس رسالہ میں شامل کر دیئے اور اس جدول میں شامل ہر مقام کے ساتھ طول بلد اور عرض بلد بھی دے دیا تاکہ اگر کوئی خود نکالنا چاہے تو سہولت ہو۔ آپ نے اپنے رسالہ "ہدایتہ المتعال فی حدالاستقبال" میں اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ کسی مسجد یا مصلی کی جہت قبلہ کا جہت قبلہ حقیقہ سے جب تک پینتالیس درجے کا انحراف نہ ہو اس کی سمت قبلہ باقی رہتی ہے۔

وقت مطلوب شرعی کے سلسلے میں آپ فقط برہان ہندسی پر ہی اعتماد نہ کر لیتے بلکہ اس کے نتیجہ کو اتنے ہی قوی مشاہدہ اور تجربہ سے بھی پرکھتے کیونکہ شرع مطہرہ کا مدار ہی رویت پر ہے۔ خود فرماتے:

"شریعت مطہرہ نے نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و عدت و طلاق و ایلا وغیرہ ذالک امور کے لئے اوقات مقرر فرمائے یعنی طلوع صبح و شمس و غروب شمس و شفق و نصف النہار و مثلین و روزہ و ماہ و سال۔ ان سب کے ادراک کا مدار رویت و مشاہدہ پر ہے۔ ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو بغیر مشاہدہ مجرد کسی حساب و قانون عقلی سے مدرک ہو جاتا۔ ہاں رویت و مشاہدہ ان سب کے ادراک کو کافی ہے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام احمد رضا رویت و مشاہدہ کو کس درجہ اہمیت دیتے ہوں گے۔ لٰہذا آپ کے سارے حسابات رویت و مشاہدہ پر ٹھیک ٹھیک پورا اترتے۔

وقت طلوع و غروب نکالنے کے قاعدے جو علم ہیئت کی عام کتابوں میں دیئے ہوتے ہیں، امام احمد رضا ان قاعدوں کو وقت مطلوب شرعی معلوم کرنے کے لئے ناکافی (Inadequate) سمجھتے ہیں۔ آپ ان قاعدوں پر اضافے (Improvements) جو انہیں وقت مطلوب شرعی نکالنے میں کافی بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ یوں بیان کرتے ہیں:

"شرع مطہر محمدیہ علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ

میں اس طلوع غروب (نجومی) کا کچھ اعتبار نہیں، طلوع و غروب عرفی درکار ہے یعنی جانب مشرق، آفتاب کی کرن چمکنا یا جانب غروب کل قرص آفتاب نظر سے غائب ہو جانا۔ اس میں بھی اگر صرف نصف قطر آفتاب کا قدم درمیان ہوتا تو دقت نہ تھی...... مگر بالائے زمین 45 میل سے 52 میل تک علی الاختلاف بخارات و ہواء غلیظ کا محیط ہونا اور شعاع بصر کا پہلے اس ملاء غلیظ پھر اس کے بعد ملاء صافی میں گزر کر افق میں پہنچنا حکیم عزوجل کے حکم سے اشعہ بصریہ کے لئے موجب انکسار ہوا جس کے سبب آفتاب یا کوئی کوکب قبل اس کے کہ جانب مشرق افق حقیقی پر آئے ہمیں نظر آنے لگتا ہے اور جانب غرب باآنکہ افق حقیقی پر اس کا کوئی کنارہ باقی نہیں رہتا دیر تک ہمیں نظر آتا رہتا ہے۔ یہ انکسار ہی وہ چیز ہے جس نے صدہا سال موقتین کو پیچ و تاب میں رکھا اور طلوع و غروب کا حساب ٹھیک نہ ہونے دیا اور یہی وہ بھاری پیچ ہے جس سے آج کل عام جنتری والوں کے طلوع و غروب غلط ہوتے ہیں۔

اس انکسار کی مقدار مدت دریافت کرنے کو عقل کے پاس کوئی قاعدہ نہ تھا جس سے وہ محتاج رویت نہ رہتی۔ ہاں سالہاسال کے مکرر مشاہدہ نے ثابت کیا کہ اس کی مقدار اوسطاً 33 دقیقہ فلکیہ ہے۔ اب ضابطہ ہمارے ہاتھ آگیا کہ ان 33 دقیقوں سے اختلاف منظر کے 9 ثانیے منہا کر کے باقی پر اس کا نصف قطر شمس زائد کریں۔ یہ مقدار انحطاط شمس ہوگی۔ یعنی طلوع یا غروب کے وقت آفتاب افق حقیقی کے اتنے دقیقے نیچے ہوگا۔ جب قدر انحطاط معلوم ہو گی تو دائرہ ارتفاع کے اجزاء سے وقت و طالع معلوم کرنے کے قاعدوں نے جو علم ہیئات و زیج میں دیئے ہوئے ہیں، راہ پائی اور ہمیں حکم لگانا آسان ہو گیا کہ فلاں شہر میں فلاں دن اتنے گھنٹے، منٹ، سیکنڈ پر آفتاب طلوع کرے گا اور اتنے پر غروب۔"

موجودہ سائنس اس اشعہ بصریہ کے انکسار کو دوسری جانب سے انعطاف نور (Refraction of Light) کے نام سے جانتی ہے۔

بیولاٹینسن بام اور میراسٹل مین اپنی کتاب "روشنی کیا ہے؟" میں لکھتی ہیں:

"سورج کو صبح افق پر طلوع ہونے سے قبل اور شام افق کے نیچے غروب ہو جانے کے بعد بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس صورت میں روشنی کو جن راستوں سے گذرنا پڑتا ہے وہ خلاء اور فضا ہیں۔ خلاء سے گذر کر ہماری دنیا کی فضا میں داخل ہوتے وقت روشنی کی رفتار ست ہو جاتی ہے چنانچہ اس میں خم آجاتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے لوگوں کو اس بات کی خوشی ہو گی کہ انعطاف نور کی بدولت ہمارے دن کچھ بڑے ہو گئے ہیں۔"

اسی بات کو مزید واضح کرنے کے لئے مصنفین نے ذیل میں دی گئی شکل بنائی ہے۔

امام احمد رضا نے متذکرہ بالا انکسار کی تحقیق یہیں پر بس نہیں کی، اس انکسار پر موسمی اثرات کا بھی جائزہ لیا۔ فرماتے ہیں:

"معمول سے زیادہ ہوا میں رطوبت یا کثافت اگرچہ انکسار میں کچھ کمی بیشی لاتی ہے جس کا ادراک تھرمامیٹر

اور بیرومیٹر سے ممکن اور وہ قبل از وقوع نہیں ہو سکتا مگر یہ تفاوت معتدبہ نہیں۔ جس سے احکام شرعیہ میں کوئی فرق پڑے۔ یوہیں مثلیں وسایہ ادراک...... (میں) بھی اسی انکسار کا قدم درمیان میں ہے کہ کوکب جب تک ٹھیک سمت الراس نہ ہو انکسار کے نیچے سے نہیں چھوٹ سکتا مگر رویت نے انکسار افقی کلی بتایا اور تناسب سے انکسارات جزئیہ مدرک ہوئے جن کی جدول فقیر نے اپنی تحریرات ہندسیہ میں دی ہے۔ اس کے ملاحظہ سے پھر انہیں قوانین نے راہ پائی ہے اور ہر روز کے لئے وقت عصر پیش از وقوع ہمیں بتانا آسان ہوا۔"

طلوع صبح کے وقت مقدار انحطاط شمس جاننے کی طرف بھی برہان عقلی کو راہ نہیں۔ مدار صرف رویت پر ہے۔ لہٰذا جو قاعدہ ہو گا رویت سے ہی مستفاد ہو گا۔

امام احمد رضا کے ذاتی مشاہدے اور تجربے کے مطابق:

"صبح صادق کے لئے سالہاسال سے فقیر کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کی ابتدا کے وقت ہمیشہ ہر موسم میں آفتاب 18 ہی درجے زیر افق پایا ہے۔"

اوقات مکروہہ کی مدت

طلوع آفتاب سے کچھ وقت بعد تک اور غروب آفتاب سے کچھ وقت قبل نماز کی ممانعت حدیث شریف میں وارد ہے یہ وقت حنیفہ کے نزدیک طلوع آفتاب سے اس وقت تک ہے کہ قرص آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی رہے اور غروب آفتاب سے قبل اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب نگاہ قرص آفتاب پر بے تکلف جمنے لگے۔

امام احمد رضا کے تجربے اور مشاہدے کے مطابق یہ وقت تقریباً" بیس منٹ ہے۔ آپ نے نہ صرف فقط تجربے اور مشاہدے سے یہ عرصہ کراہت معلوم کیا بلکہ اپنی طبیعت میں راسخ تحقیقی رویہ کے عین مطابق اس مظہر فطرت کی کنہ بھی دریافت کی۔

آپ فرماتے ہیں کہ سب طرف کرہ بخار ہے جو ہر طرف سطح زمین سے 45 میل یا قول اوائل پر 52 میل اونچا ہے۔ اس کی ہوا اوپر کی ہوا سے کثیف تر ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے تو آفتاب اور نگاہ میں اس کا جتنا زائد حصہ حائل ہو گا اتنا ہی نور کم نظر آئے گا اور نگاہ زیادہ پڑے گی۔ آپ نے کرہ باد کو 45 میل بلند لے کر ثابت کیا کہ ایک ناظر (ن) اور مشرق سے طلوع ہوتے سورج کے درمیان افقی سیدھ میں (ن سے الف تک دیکھئے شکل) 598 میل سے بھی زائد اس کرہ باد کے بخارات حائل ہوں گے۔ جوں جوں سورج بلند ہو گا توں توں یہ فاصلہ کم ہوتا جائے گا اور ٹھیک سمت الراس پر یہ فاصلہ ن ب 45 میل ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اگر کرہ باد کو 52 میل بلند لیا جائے تو اس کا اور بھی زیادہ حصہ حائل ہوگا۔ آپ کے بیان کا ثبوت حسب ذیل ہے۔

زمین کا نصف قطر استوائی = 3963.296 میل

زمین کا نصف قطر قطبی = 3949.79 میل

زمین کا نصف قطر معدل =

r = 7913.086 / 2 = 3956.543 میل

مثلث الف ن م میں مسئلہ فیثا غورث کی رو سے :

ن الف = 598.42616 میل = 963.07355 کلومیٹر

امام احمد رضا کے اسلوب تحقیق کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ انہوں نے اپنی تحقیقات میں نہ نری کتابوں پر بھروسہ کیا نہ خالی دلائل ہندسہ پر اور نہ فقط تجربہ و مشاہدہ پر بلکہ ان سب کو جمع کیا اور احقاق حق کے اس عمل میں بہت کچھ کام اپنی ذہنی جدتوں سے لیا۔

مسافت قصر کا تعین

مسافت قصر کے تعین کے لئے جہاں آپ نے قول مفتی بہ سوا گیارہ کوس کو، جسے ظہیریہ و محیط برہانی و نہایہ و کفایہ شروح ہدایہ و خزانۃ المفتین وغیرہ میں علیہ الفتوی کہا۔ مدنظر رکھا وہاں اس مقدار کو اپنے بلد میں شروح کی شرائط کے مطابق تجربہ سے بھی حاصل کیا اور اسے رائج الوقت میں بھی تبدیل کیا۔

فرماتے ہیں "یہاں اقصر ایام یعنی تحویل جدی (یعنی 22 دسمبر) کے دنمیں فجر سے زوال تک سات ساعت کے قریب وقت ہوتا ہے اور شک نہیں کہ پیادہ اپنی معتدل چال سے سات گھنٹہ میں بارہ کوس چل لیتا ہے جس پر بارہا کا تجربہ شاہد۔"

یہ بات بھی ان کے تحقیق کے منفرد اسلوب کی شاہد ہے کہ انہوں نے فن توقیت میں عین حق تک رسائی کے لئے اپنے ارشاد کے مطابق "نہ نری کتابوں پر بھروسہ کیا نہ خالی دلائل ہندسہ پر اور نہ فقط تجربہ و مشاہدہ پر بلکہ سب کو جمع کیا..... کہ برہان و عیان مطابق ہو گئے۔"

ایک منزل کا تعین

ایک منزل = 12 کوس

ایک کوس = 8 / 5 میل

لہٰذا ایک منزل = 19.2 میل = 30.8994 کلومیٹر

مسافت کے قصر کا تعین

مسافت = تین منزلوں کا فاصلہ 57, 3 / 5 میل

= 92.6982 کلومیٹر = 93 کلومیٹر (تقریباً)

فرسخ یا فرسنگ میں ایک منزل اور مسافت قصر

3 میل = 1 فرسنگ

مسافت قصر = 19.2 فرسنگ

موسم اور کیلنڈر

ایک فتویٰ میں اس سوال کے جواب میں کہ ماہ رمضان شریف کبھی موسم گرما اور موسم سرما وغیرہ میں کیوں ہوتا ہے۔ آپ نے برصغیر میں رائج تینوں کیلنڈروں پر دلچسپ مگر غایت درجہ محققانہ تبصرہ فرمایا جو تقویم کے موضوع پر آپ کی گرفت کا عکاس ہے۔

عربی کیلنڈروں کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

"موسموں کی تبدیلی خالق عزوجل نے گردش آفتاب پر رکھی...... یہ آفتاب کا ایک دور ہے کہ تقریباً" 365 دن اور پونے چھ گھنٹے میں کہ پاؤ دن کے قریب ہوا، پورا ہوتا ہے اور عربی شرعی مہینے قمری ہیں کہ ہلال سے شروع اور 30 یا 29 دن میں ختم۔ یہ بارہ مہینے قمری سال 354 یا 355 کا دن ہوتا ہے تو شمسی سال سے دس گیارہ دن چھوٹا ہوتا ہے۔"

اس کے بعد قمری اور شمسی سال میں 1 دن کا فرق فرض کر کے سائل کو رمضان شریف کی موسموں میں گردش سمجھاتے ہیں، پھر بکری کیلنڈر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں " بعینہ یہی حال ہندی مہینوں کا ہوتا اگر وہ لوند نہ لیتے۔ انہوں

(یعنی ہندوؤں) نے سال رکھا شمسی اور مہینے لئے قمری......
لہٰذا ہر تین سال پر وہ ایک مہینہ مکرر کر لیتے ہیں تاکہ شمسی سال سے مطابقت رہے ورنہ کبھی جیٹھ جاڑوں میں آتا اور پوس گرمیوں میں۔"

پھر عیسوی کیلنڈر پر تبصرہ فرماتے ہیں "بلکہ نصاریٰ جنہوں نے سال و ماہ سب شمسی لئے' یہ چوتھے سال ایک دن بڑھا کر فروری 29 کا نہ کرتے تو ان کو بھی یہی صورت پیش آتی کہ کبھی جون کا مہینہ جاڑوں میں ہوتا اور دسمبر گرمیوں میں۔"

اس کی وجہ کے بیان کے دوران آپ نے اعداد و شمار کی مقداروں کی کسرات کو تحفظ دیتے ہوئے تقریباً" زائد کچھ کم وغیرہ کے الفاظ کا استعمال کیا۔ ریاضی اور ہیئت کا طالب علم ان الفاظ کے پس پردہ ادق احتیاط اور تقویم کے موضوع پر آپ کی دسترس کو بہ آسانی دیکھ سکتا ہے۔

وجہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"یوں کہ سال 365 دن کا لیا اور (حقیقت میں ہوتا ہے 365 دن اور تقریباً" پونے چھ گھنٹے کا لہٰذا) آفتاب کا دورہ ابھی چند گھنٹے بعد کو پورا ہو گا جس کی مقدار تقریباً" چھ گھنٹے تو پہلے سال شمسی' سال دورہ یافتہ سے (تقریباً") 4 گھنٹے پہلے ختم ہوا۔ دوسرے سال (تقریباً") 12 گھنٹے پہلے' تیسرے سال (تقریباً") 18 گھنٹے پہلے' چوتھے سال تقریباً" 24 گھنٹے اور 24 گھنٹے کا ایک دن رات ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر چوتھے سال ایک دن بڑھا دیا کہ دورہ آفتاب سے مطابقت رہے لیکن دورہ آفتاب پورے چھ گھنٹے زائد نہ تھا بلکہ تقریباً" پونے چھ گھنٹے۔ تو چوتھے سال پورے 24 گھنٹے کا فرق نہ پڑا تھا بلکہ تقریباً" 23 گھنٹے کا اور بڑھا لیا ایک دن کہ 24 گھنٹے ہے۔ تو یوں ہر چار سال میں شمسی سال دورہ آفتاب سے کچھ کم ایک گھنٹہ بڑھے گا۔ سو برس بعد تقریباً" ایک دن۔

لہٰذا صدی پر ایک دن گھٹا کر پھر فروری 28 دن کا کر لیا۔"

آخر میں ایک فقرہ پوری ریاضیاتی گہرائی اور گیرائی سے لکھا جو فقط ایک ژرف نگاہ محقق ہی کہہ سکتا ہے اور وہ یہ کہ..... "اسی طرح اور دقیق کسرات کا حساب ہے۔"

(ص ۸۳ کا بقیہ حاشیہ)

خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے جو کہ اردو ادب کا ایک شاہکار ہے۔ امام احمد رضا کے حوالے سے ان کا ہر کام فکر انگیز ہے۔۔۔۔ مولانا محمد فاروق ابوالعلائی نے کہا کہ حضرت شمس بریلوی بہت بڑے شاعر تھے وہ بیک وقت اردو' عربی اور فارسی میں شعر کہتے تھے' ان کی شاعری عہد حاضر میں لاثانی ہے۔۔۔۔ تقریب سے منظور حسین جیلانی' سرتاج احمد' فرید شمس اور پروفیسر ڈاکٹر مجیداللہ قادری نے بھی خطاب کیا جبکہ مولانا محمد سرفراز احمد اخترالقادری نے تقریب کے آغاز میں تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کی۔ اس کے علاوہ جناب شہزاد احمد نے حضرت علامہ شمس بریلوی کے نعتیہ کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس موقع پر ایک یادگاری مجلّہ بنام "علامہ شمس بریلوی" ادارہ کے فائنانس سیکریٹری جناب منظور حسین جیلانی صاحب کی طرف سے شرکاء میں تقسیم کیا گیا اور یوں یہ "علمی و ادبی نشست" اختتام پذیر ہوئی۔

(ا ح ا ل ۶)

ایک عہد ساز شخصیت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (وائس چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی، آزاد کشمیر)

انسانی زندگی میں وہ لمحے بقائے دوام کے حامل ہوتے ہیں جن میں ایسی شخصیتیں جنم لیتی ہیں جو اپنے قول و فعل' سیرت و کردار اور جذب و انجذاب کے رویوں سے انسانی کردار کی تعمیر کا ذریعہ بنتی ہیں۔ انسان کی فکر' ان کے ایقان سے منور ہوتی ہے اور وہ معاشرہ ان کے کردار کی اصابت سے قوت پاتا ہے' مسلمان امت کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ابتلاء میں امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان نفوس قدسیہ کے وجود سے اصلاح فرمائی' امت ابھی تشکیل و ترتیب کے دور میں تھی کہ مدعیان نبوت اور مانعین زکوٰۃ کی افراتفری نے اضطراب پیدا کر دیا۔ مگر قول و عمل کی صداقت کا علمبردار' محب محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سایوں میں تعمیر ذات کے مرحلوں سے گزرنے والا اس شان سے سینہ سپر ہوا کہ ہر فتنہ گریزپا ہوا۔ ایمان صدیق رضی اللہ عنہ' امت کے استحکام اور تشخص قومی کے استقلال کو موثر ذریعہ بنا' ملت اسلامیہ نظری و عملی فساد کی دلدل سے بکمال عافیت نکل آئی اور قافلہ ایمان و سلامتی رواں دواں رہا۔

سفر جاری تھا کہ یونان کی فکری موشگافیوں اور عقلی جماسُتک نے پھر سے ایقان پر شب خون مارا۔ ایک وحشت کا سماں پیدا ہوا۔ ملت' فکری تصادم کے ہولناک مغالطوں کا شکار ہونے لگی' رسالت پر ہی نہیں' الوہیت پر بھی محدود عقلیت نے کمند ڈالنے کی جرات کی۔ ایسے میں حجتہ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ کا وجود نعمت غیر مترقبہ تھا' بے یقینی کے ماحول میں ایقان کی صلابت کا اس قدر مظاہرہ ہوا کہ آج تک عقلیں ششدر اور فکر سرافگندہ ہے' ہر حملہ' نظریاتی تھا یا جدلیاتی' اس چابک دستی سے پسپا کیا گیا کہ اب تک تحسین و آفرین کے زمزمے گونج رہے ہیں۔ دین متین کی حقانیت واضح ہوئی تو بدعقیدگی کا غبار چھٹا اور یہ قافلہ امت ماضی کے سے اعتماد کے ساتھ پھر سے پیش قدمی کرنے لگا۔

برصغیر میں اسلام آیا' صوفیاء کا فیضان عام ہوا' مقامی آبادی' سطوت اسلام کی تاب نہ لا سکی اور قبول کرنے کی راہ چلنے لگی۔ اقتدار نے ان کو کسی مقابل آویزش کا حوصلہ نہ دیا مگر ماورائی طرز حیات کا فریب سماجی رویوں کو بے کیف کرتا رہا' جب قوت باہمی پیکار سے کھوکھلی ہونے لگی تو صدیوں کا کینہ نظریاتی مغالطوں کا روپ دھارنے لگا۔

ہندومت کی ویدانت اور ہندو قوم کا ملفوف طرز استنباط رہ کاٹنے لگا۔ خالق کائنات کی بے پایاں قوتوں کو برہما' وشنو اور شو کی صورتوں میں محصور کیا جانے لگا تو رسالت کی عفت و عظمت کو رام و کرشن' کے کمزور وجود میں تلاش کیا جانے لگا۔ اس طرح مقام کبریائی پر سے بھی ایمان اٹھنے لگا اور مقام رسالت کی عظمت پر سے بھی' خلق کو مخلوق کی طرح ثابت کرنے کی سعی ہوئی اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو "اوتار ورشی" کی پستیوں میں اتارنے کی کوشش ہوئی' یہ لمحہ محشر ساماں تھا' قدم لرزنے لگے تھے' ایسے میں ایک اور حجتہ الاسلام میدان جہاد میں در آیا' بریلی کی سرزمین سے اٹھنے والا یہ وجود اثبات حق کی رزم آرائیوں کا وہ سپوت ثابت ہوا جس سے فریب خوردگی کا سارا تارپود بکھر گیا' وہ پکارا کہ

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اس مرد حق نے رسالت کی عظمت میں شرک کی بو سونگھنے والوں پر واضح کردیا کہ عظمت رسالت تو مقام الوہیت کی رفعت کا پیغام ہے۔ رسول جتنا عظیم ہوگا' خالق کی کبریائی کا حوالہ ہوگا۔ خالق کی رفعتوں کو پست نگاہی سے نہ دیکھا جائے کہ مخلوق و خالق کی عظمتوں میں شراکت کا وہم ابھرے' درحقیقت یہ وہم' تجسیم وجود' کے تصور کا نتیجہ تھا۔ بدقسمتی سے برصغیر میں پریشان فکری کے لئے ماحول سازگار تھا کہ ہندو خیالوں کے سراب سجانے کی پوری مہارت رکھتا تھا اس لئے مجدد عصر پکار اٹھا

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
گٹھڑی تیری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ مومنانہ للکار متنبہ کرنے لگی' قلوب و اذہان میں انقلاب انگڑائیاں لینے لگا اور تطہیر فکر کی راہ ہموار ہوئی' یہ عجیب بے خبری تھی کہ عظمت رسالت کے ہر بیان میں شرک تلاش کرنے کی سعی لاحاصل کا اہتمام کرنے والے مشرکین کی قیادت و قرب پر فریفتہ ہو گئے ہندو قوم پرستی کی زلف گرد گیر کے یوں اسیر ہوئے کہ آزاد مسلم مملکت کی برکات کے تصور سے بھی عاری رہے اور آخرکار گاندھی کی پرفریب سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے' مولانا ظفر علی خاں پکارتے رہے کہ

اس مولوی کو دور سے میرا سلام ہے
جس کو سدا شریعت گاندھی سے کام ہے

یہ موانست و مجانست ' نظریاتی الجھاؤ کا نتیجہ تھی مگر جسے راستی فکر اور پختگی نظر کی سعادت حاصل تھی وہ امت مسلمہ کے الگ تشخص اور منفرد مقام پر اصرار کرتا رہا اور یہی اصرار جب تحریک کی شکل میں اوازہ حق بنا تو وطن عزیز کا عافیت کدہ نصیب ہوا۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے فکر و عمل نے تحریک پاکستان کو دینی حوالہ عطا کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برصغیر کا کونہ کونہ "پاکستان زندہ باد" کے نعروں سے گونجنے لگا۔ حیرت ہے وہ علاقے بھی اس تحریک کا فعال حصہ بنے جنہیں اس مملکت کا شہری بھی نہیں بننا تھا۔ یہ صرف اس لئے ہوا کہ پاکستان کا قیام نظریاتی جہاد کا نتیجہ قرار پانا تھا اور اس سرزمین کو نفاذ اسلام کا عصری حوالہ بننا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو توفیق دے کہ وہ اس مملکت کو اسلام کے عملی نفاذ کا گہوارہ بنا سکیں تاکہ تحریک پاکستان کے اکابر جن میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی مسلسل اور بے تکان جدوجہد کو اہم مقام حاصل ہے' کی روحیں شاداں و فرحاں ہوں اور ہم ایفائے عہد کی پاسداری میں سرخرو ہوں۔ آمین

امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات

پروفیسر عبدالغفار گوھر (گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، فیصل آباد)

سوانحی خاکہ

حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ 1856ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ والد محترم کا نام نقی علی خان تھا۔ آپ کا گھرانہ علمی اور روحانی تھا۔ آپ نے تقریباً 14 سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم حاصل کر لئے اور فتویٰ نویسی کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ (120:8) آپ کا وصال 1921ء میں ہوا۔ آپ کی تصانیف ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں۔

تعلیمی نظریات

(الف) مقاصد تعلیم

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک تعلیم کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے۔

(i) تفہیم دین (ii) رضائے الٰہی کا حصول۔ فرماتے ہیں کہ "رزق علم میں نہیں وہ تو رازق مطلق کے پاس ہے جو خود اپنے بندوں کا کفیل ہے۔" (22:1)

مزید فرماتے ہیں کہ "دنیوی علم کا حصول اگر اس نیت سے کیا جائے کہ اس سے دین کا مفاد مقصود ہو تو وہی تعلیم دین بن جائے گی۔" (10:4)

(iii) حسن نیت اور حسن عمل کی تربیت کرنا۔ فرماتے ہیں "حسن نیت سے بے شمار احکام بدل جاتے ہیں اچھا بھلا کام نیت بدلنے سے نامسعود بن جاتا ہے۔" (10:5)

(iv) معرفت الٰہی (v) تفہیم منصب رسالت (vi) خیر و شر میں فرق کی وضاحت (vii) تعمیر کردار

(ب) نصابی ماڈل

(i) افادیت اور مقصدیت کے نقطہ نظر سے احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تمام علوم جدیدہ و قدیمہ خواہ عقلی ہو یا نقلی کی تعلیم کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (99:2)

(ii) ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے تو ضرور اجر پائے گا۔ (99:3)

(iii) دنیوی زندگی کے لئے کسی زبان کے سیکھنے، حساب، اقلیدس، جغرافیہ یا کسی جائز علم کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(iv) طب، سائنس اور دیگر علوم جدیدہ کا ہر وہ حصہ جو تعلیمات اسلامیہ کے تابع ہو قابل قبول ہے۔

(v) جو جائز علم دنیا و آخرت میں کسی کام نہ آئے غیر نافع ہے۔ نصاب سے خارج کر دینا ضروری ہے۔

(vi) مذموم علوم کا حصول منع ہے کیونکہ اس میں مخلوق کے نقصان کا پہلو غالب ہے۔

(ج) ذرائع علم

امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ علم کے تین ذرائع کے قائل تھے:

(i) قرآن (ii) حدیث (iii) اجماع و قیاس

اس ضمن میں انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے لکھتے ہیں "نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب

عمل میں ان کی ہمسر ہے گویا اجماع و قیاس کی طرف اشارہ ہے۔ ان کے سوا سب فضول ہے۔" (10:7)

(ر) حکمت تدریس

(i) ابتدائی تعلیم اور ذہن سازی

دیگر مسلمان مفکرین کی طرح امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ابتدائی تعلیم پر زیادہ زور دیتے ہیں اور اس سطح پر ذہن سازی کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں "نرم لکڑی جدھر جھکاؤ جھک جاتی ہے۔"

(ب) فرماتے ہیں "بچپن کی تربیت ہی بچے کی زندگی میں انقلاب پیدا کرتی ہے۔" (10:6)

اس ضمن میں وہ تشدد کی بجائے نرمی کے قائل ہیں۔

(ii) سکون و محبت

زندگی میں وقار اور سکون پیدا کرنے کے لئے دوران تعلیم سکون اور محبت کا سماں پیدا کر کے تربیت کرنی چاہئے۔

(iii) جسمانی تربیت

طلبہ کو کھیلنے کا وقت بھی دیا جائے۔

(iv) آسان اور موثر انداز

تعلیم کا انداز آسان اور موثر ہونا چاہئے کیونکہ مشکل زبان میں تعلیم اور اجنبی زبان میں تعلیم دونوں صورتیں طلب علم کی علمی ترقی میں حائل ہوتی ہیں۔

(v) مادری یا علاقائی زبانیں

ابتدائی تعلیم ہر شخص کو اس کی مادری زبان یا علاقائی زبان میں دی جائے۔

(vi) غیر ملکی زبان

اعلیٰ تعلیم کے لئے مشکل یا غیر ملکی زبان استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔

(ہ) تعلیم نسواں

(i) مخلوط تعلیم کسی سطح پر جائز نہیں۔

(ii) عورتوں کے لئے ان کی ضروریات اور نفسیات کے مطابق الگ نصاب ہونا چاہئے۔

(iii) عورتوں کے لئے ایسی فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم ضروری ہے جسے وہ باپردہ رہ کر حاصل کر سکیں۔

بدعات کی بیخ کنی

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مسلمانوں میں پھیلی ہوئی جن خرافات و بدعات کا رد اور قلع قمع فرمایا ان کی اجمالی فہرست ملاحظہ ہو:

(i) قبروں پر سجدہ

(ii) عورتوں کا مساجد میں طاق بھرنا اور گیت گانا

(iii) شادیوں میں باجے بجانا (سوائے اس دف کے جس کی اجازت ہے)

(iv) قبروں کا حد شرح سے اونچا کرنا

(v) عروس بزرگان دین میں مرد و عورت کا اختلاط

(vi) قبروں کا بوسہ و طواف وغیرہ وغیرہ (58:9)

کتاب نامہ

1- احمد رضا، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص 22

2- احمد رضا، امام، ک۔ م۔ ب، ص 99

3- احمد رضا، امام، ک۔ م۔ ب، ص 99

4- پاکستان، لاہور (روزنامہ) 18 جون 1995ء، ص 10

5- ایضاً، ص 10　　6- ایضاً، ص 10

7- ایضاً، ص !0

8- محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا، ص 20

9- معارف رضا، کراچی شمارہ 17، 1997ء، ص 58

اردو ادب میں فروغِ نعت

صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری

رضا بریلوی نے اردو ادب میں صنف نعت کو ایک نئی جلا بخشی اور عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نور میں ڈھلے ہوئے جذبات و احساسات سے اردو کی نعتیہ شاعری میں چارچاند لگا دیئے۔ ان کے عہد تک اردو شاعری عاشقان مجازی کی زلفوں کے پیچ و خم میں الجھی رہی' اور محرمات شرعیہ کی ترغیب و تشریق اس کی انتہائے منزل تھی' امام احمد رضا کا احساس یہ ہے کہ بقول پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد' سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ سندھ (پاکستان) "شعر و شاعری کی اس مکدر فضا کو خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ نے مصفی و مزکی کیا اور عشق و محبت کے سچے جذبات سے اردو شاعری کو روشناس کیا اور یہ پیشن گوئی فرمائی ۔

پھولے گا اس زباں میں گلزار معرفت
یاں میں زمین شعر میں یہ تخم بو گیا

مولانا احمد رضا خاں اس "گلزار معرفت" کے لئے نسیم سحری بن کے آئے اگر وہ نہ آتے تو اس گلشن پر یہ بہار نہ آتی۔

امام احمد رضا کی تبحر علمی' اور وسعت فکری کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی' لیکن آپ نے شاعری کو برائے شاعری نہیں اپنایا بلکہ اپنے اظہار مسلک کا ذریعہ بنایا اور اپنے کلام بلاغت نظام سے اردو شاعری کے دامن میں شعر و ادب کے وہ موتی بکھیرے جس کا جواب پوری دنیائے شاعری میں بہت مشکل سے ملے گا' خود فرماتے ہیں ۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں' کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدیٰ' مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

امام موصوف کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے عشق صادق تھا' انہوں نے اپنا سب کچھ

کھو کر بھی عشق کی آبرو کو سلامت رکھا اور عالم کیف و مستی میں جھوم جھوم کر یہ نعرہ مستانہ بلند کرتے رہے ؎

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

آپ کے اردو و فارسی کلام کا مجموعہ دیوان "حدائق بخشش" کے نام سے موسوم ہے، واقعی اس میں بخشش کے ایسے باغات ہیں جس کے پھولوں سے علم و ادب، حقیقت و معرفت اور عشق و محبت کی جاں فزا مہک ہمارے ایمان و عقیدہ کو معطر کرتی ہے، حدائق بخشش کا ایک ایک شعر پڑھتے جایئے لفظ لفظ سے عشق و محبت کا پھوٹتا ہوا ایک آبشار نظر آئے گا ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

"الروح فد اک فز د حر قا" یک شعلہ دیگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

سچ تو یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی ایک سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے اور اپنے زمانے کے بہترین (نعت گو) شاعر، ایک ایسے عاشق نعت گو شاعر جن کی نعت گوئی اور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا چرچا عرب و عجم و حرم ہر جگہ پھیل چکا ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

امام صاحب کے اس شعر کا لطف و کیف کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو حج کی سعادت کے حصول کے بعد پہلی بار زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاضر ہوتے ہیں ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

زائرین مدینہ کے لبوں پر یہ شعر ان کے دل کی دھڑکن بن کر ابھرتا ہے غرضیکہ آپ کا نعتیہ کلام، غزل، قصیدہ، مثنوی، مستزاد، قطعات، رباعیات، تشبیہات، استعارات، اقتباسات، فصاحت و بلاغت، حسن تعلیل و حسن تشبیب، حسن طلب و حسن تضاد، مراعات النظیر وغیرہ تمام اصناف سخن کا سدا بہار چمن نظر آتا ہے جس کی اس دور کے اردو ادب میں مثال نہیں ملتی۔ ان کا مشہور زمانہ سلام ؎

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

آج عالم اسلام کے ہر گوشہ میں بچہ بچہ کی زبان پر جاری ہے لیکن افسوس کہ ایسی ذات جس نے اردو ادب کو ذوق نعت دیا اور جس کا کلام بلاغت نظام اردو ادب میں ایک عظیم سرمایہ کے اضافہ کا باعث بنا اس کا تذکرہ اردو ادب کی تاریخ میں جماعتی عصبیت اور گروہی تعصب کی بھینٹ چڑھ گیا۔ نصف صدی تک یہ کوشش کی جاتی رہی کہ امام احمد رضا بریلوی کا تذکرہ اردو ادب میں نہ آئے مگر "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" کے مصداق امام احمد رضا کا ذوق عشق اور شوق مدحت سرائی خواجہ بطحا جیسے جیسے لوگوں تک پھیلتا گیا بحیثیت شاعر (دربار رسالت) اردو ادب میں بلند سے بلند تر مقام پر فائز ہوتا گیا۔

امام احمد رضا اور جامعۃ الازہر قاہرہ مصر

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری (کراچی)

ملت اسلامیہ اور عالم اسلام پر حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے بے شمار احسانات ہیں' خصوصاً" دنیائے عرب پر---- چودھویں صدی ہجری میں جزیرۃ العرب میں شاید ہی کوئی ایسا عبقری عالم پیدا ہوا ہو جس نے آٹھ سو (۸۰۰) فارسی و اردو کتب و رسائل کے علاوہ صرف عربی میں تقریباً" دو سو (۲۰۰) کتب و رسائل تحریر کئے ہوں---- یہ فقط امام احمد رضا ہی کا اعزاز ہے---- وہ ہندی ہوتے ہوئے بھی عربی تھے---- ملت اسلامیہ خاص کر اہل عرب کا فرض ہے کہ امام احمد رضا پر تحقیق کر کے ان کے افکار و خیالات سے نہ صرف خود مستفید ہوں بلکہ ساری دنیا کے سامنے پیش کریں----

امام احمد رضا پر ۱۹۶۸ء سے جامعات میں تحقیق کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اب تک جاری ہے' جوں جوں وقت گذرتا جا رہا ہے' اس میں تیزی آ رہی ہے---- امام احمد رضا کی شخصیت اور فکر و فن پر کئی فضلاء ڈاکٹریٹ' ایم۔ فل اور ایم۔ اے کر چکے ہیں لیکن یہ سارا کام ایشیاء اور یورپ کی جامعات ہی میں ہوا---- عرصہ سے ضرورت تھی کہ عرب اور خاص کر عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی "جامعتہ الازہر" (قاہرہ' مصر) میں بھی اس ہمہ گیر شخصیت کے حوالے سے تحقیقی کام ہو' مگر نہ ہو سکا۔

دیگر بلاد اسلامیہ کی طرح جامعہ ازہر کے اساتذہ و علماء بھی امام احمد رضا کی حیات ہی سے ان کو نہ صرف امام علم و فن مانتے ہیں بلکہ مجدد تسلیم کرتے ہیں---- امام احمد رضا کا ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں وصال ہوا جبکہ حضرت شیخ موسیٰ الشامی الازہری الاحمدی الدردیری نے ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں امام احمد رضا کی کتاب "الدولتہ المکیہ" پر تقریظ تحریر کی' جس میں فرمایا:

"میں نے رسالہ الدولتہ المکیہ کا مطالعہ کیا' اس کو شفاء پایا اور اہل حق یعنی اہلسنت و جماعت کے دلوں کی دوا---- مصنف کتاب شیخ احمد رضا خاں اماموں کے امام' اس امت کے دین کے "مجدد" ہیں۔"

(امام احمد رضا اور عالم اسلام' صفحہ ۱۱۸)

اسی طرح شیخ ابراہیم المعطی السقا الشافعی (مدرس' جامعہ ازہر) نے فرمایا:

"یہ رسالہ (الدولتہ المکیہ) نہایت ہی منزلت والا ایک بلند مینار ہے' اللہ تعالیٰ اس کے مولف کو دین حق اور

مشرب صحیح کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے----"
(ایضا" ص ۱۴۶)

شیخ عبدالرحمٰن المدحنن المصوی الحنفی (مدرس جامعہ ازہر) نے ۱۳۲۹ھ /۱۹۱۱ء میں فرمایا:

"مدینہ منورہ کے بعض افاضل نے رسالہ ہذا الدولتہ المکیہ کی خبردی' میری زندگی کی قسم' مصنف نے اس میں اختصار کے ساتھ کافی و وافی دلائل جمع کر دیئے ہیں۔"
(ایضا" ص ۱۴۶)

عہد حاضر کے علماء میں سب سے پہلے پروفیسر ڈاکٹر شیخ محی الدین الوائی (مدرس جامعہ ازہر) نے امام احمد رضا پر ایک وقیع مقالہ تحریر فرمایا جو مشہور جریدہ صوت الشرق (قاہرہ) کے شمارہ فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا' جس میں وہ فرماتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف تقریبا" پچاس فنون پر مشتمل ہیں' جن فنون میں آپ کی تصانیف ملتی ہیں ان میں سب سے زیادہ تعجب خیز اور نادر علم زیجات' علم جبرومقابلہ و علم طبقات الارض ہیں۔" "ہندوستان میں علوم عربیہ اسلامیہ کی تاریخ نشرو اشاعت میں آپ کے قلم سے نکلے ہوئے ہزاروں روشن و تابناک ابواب ہیں۔"

۱۹۹۵ء میں پروفیسر سید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو' کلیتہ اللغات و الترجمہ جامعتہ الازہر' مصر) اپنے مطالعاتی پر دورہ پاکستان تشریف لائے اور امام احمد رضا سے متعارف ہوئے تو ان کے علمی کمالات کا جان کر ششدر رہ گئے اور "امام اکبر مجدد" کا خطاب دیتے ہوئے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ:

"میری خواہش ہے کہ عربی زبان کے محبین اور قارئین جن کی مادری زبان عربی ہے انہیں اس جلیل القدر علامہ' عظیم شاعر' امام اکبر مجدد' امام اہلسنّت و جماعت شیخ محمد احمد رضا خاں سے متعارف کراؤں ہم دیکھتے ہیں کہ امام اکبر مجدد نے اپنی مادری زبان اردو کی نسبت عربی میں زیادہ کام کیا' اس لئے کہ وہ فطرت کے اعتبار سے عربی تھی۔"
(مقدمہ' بساتین الغزان)

جب فاضل موصوف نے امام احمد رضا کے بعض عربی اشعار ملاحظہ کئے تو عربی دیوان کا مطالبہ کیا---- نہ ملنے پر انہوں نے عربی اشعار کی ترتیب و تدوین کا کام خود سے شروع کردیا کہ اس عظیم فرزند اسلام کا تمام عالم اسلام اور خاص کر اہل عرب پر بڑا احسان ہے' چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"ہم اس امام اکبر مجدد کی مدح و ثنا میں جو کچھ بھی تحریر کریں ان کا حق ادا کرنے سے قلمیں عاجز رہ جائیں گی' انہوں نے اپنی پوری زندگی ایسے ماحول میں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت اور دفاع کے لئے وقف کر رکھی تھی جس میں اہلسنّت و جماعت کے مخالف فرقے بکثرت تھے۔"

"وہ کثیر مطالعہ اور وسیع اطلاع والے متبحر عالم تھے ان کا قلم تیز رفتار اور تصنیف و تالیف بلند پایہ ہیں۔"
(مقدمہ' بساتین الغفران)

فاضل موصوف نے کچھ ہی عرصہ میں ۳۵۰ صفحات پر مشتمل امام احمد رضا کے عربی اشعار کا ایک مجموعہ تیار کرلیا اور ایک جامع مقدمہ بھی تحریر کیا۔ یہ مجموعہ ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور رضا اکیڈمی لاہور کے اشتراک سے' "بساتین الغفران" کے نام سے شائع ہوگیا ہے---- فاضل موصوف نے امام احمد رضا کے حوالے سے ایک اور تحقیقی مقالہ "الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ" تحریر فرمایا ہے (سنا ہے کہ یہ مقالہ مصر سے شائع بھی ہوگیا ہے جس کی ضخامت ۱۵۰ صفحات ہے)----

بساتین الغفران

لمعالی فضیلة الإمام الأکبر المجدد إمام أهل السنّة والجماعة

محمد أحمد رضا خان رحمه الله تعالٰی

۱۲۷۲ھ ——— ۱۳۴۰ھ

جمعه ورتبه وضبطه وحققه وقدم له واردفه بملحق

الأستاذ حازم محمد أحمد عبد الرحیم المحفوظ

بکلیة اللغات والترجمة ـ جامعة الأزهر الشریف ـ القاهرة ـ مصر

والأستاذ الزائر بجامعة بنجاب والجامعة النظامیة الرضویة ـ لاهور ـ باکستان

طبع بمشارکة

اکادیمیة رضا، ستاک بورت، بریطانیة ٭ رضا دار الاشاعة لاهور

مجمع بحوث الامام احمد رضا، کراتشی، باکستان

جامعہ ازہر شعبہ فارسی کے ایک فاضل استاد' امام احمد رضا کے فارسی مجموعہ کلام "ارمغان رضا" کا عربی نثر میں ترجمہ فرما رہے ہیں جبکہ مصر کے نامور مصنف و محقق ڈاکٹر حسین مجیب مصری' "ارمغان رضا" کے اس نثری ترجمہ کو عربی نظم میں منتقل کر رہے ہیں----

حال ہی میں جامعہ الازہر سے ایک اہم اور تاریخی کارنامہ سرانجام پایا ہے کہ جامعہ الازہر کی تاریخ میں پہلی بار امام احمد رضا کے حوالے سے پاکستان کے ایک فاضل مشتاق احمد شاہ نے درج ذیل عنوان پر عربی میں مقالہ لکھ کر ایم۔ فل کی ڈگری حاصل کی۔

"الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی"

موصوف نے ڈاکٹر عبدالفتاح محمد النجار کی نگرانی میں کام کیا۔ ۲۵ر فروری ۱۹۹۸ء کو ان کا مناقشہ ہوا جس میں ڈاکٹر عبدالفتاح کے علاوہ پروفیسر شیخ احمد محمد المصری اور پروفیسر محمد سید احمد عامر نے شرکت فرمائی' ممتحین نے امام احمد رضا کی فقاہت کا اعتراف کرتے ہوئے مشتاق احمد شاہ کا بھی شکریہ ادا کیا کہ ان کے موضوع سے اتنی عظیم ہستی کا تعارف ہوا جس کی خدمات عرب دنیا میں مخفی تھیں----

فاضل موصوف مشتاق احمد شاہ الازہری (فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ' بھیرہ شریف' سرگودھا) کے اس تاریخی کارنامے پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان نے انہیں "امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء" پیش کرتے ہوئے زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور ادارہ ہی کیا تمام اہلیان پاکستان بلکہ عالم اسلام کے تمام محبان رضا ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں---- فاضل موصوف جامعہ الازہر ہی سے امام احمد رضا پر پی ایچ ڈی کی تیاری کر رہے

جامعة الأزهر

کلیة الشریعة والقانون بالقاهرة

الدراسات العلیا

قسم الفقه العام

الإمام أحمد رضا خان

وأثره فی الفقه الحنفی

رسالة مقدمة لنیل درجة التخصص "الماجستیر"

تحت إشراف

فضیلة الأستاذ الدکتور/ عبد الفتاح محمد النجار

أستاذ الفقه العام المساعد المتفرغ بکلیة الشریعة والقانون ـ طنطا ـ

بجامعة الأزهر

إعداد الباحث

مشتاق أحمد شاه بن بیرنادر شاه

۱۴۱۸هـ / ۱۹۹۷م

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے فاضل مولانا ممتاز احمد سدیدی (ابن علامہ شرف قادری) بھی جامعہ الازہر سے امام احمد رضا کی شاعری کے حوالے سے ایم۔ فل کا مقالہ تیار کر رہے ہیں' ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس (استاذ کلیتہ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ' قسم اللغتہ العربیہ وادبہا) ان کے نگران ہیں۔ موصوف کا عنوان ہے :

"الشیخ احمد رضا خاں البریلوی الھندی شاعر اعربیا"

ایک اور فاضل منظور الاحمد القاری النقشبندی' امام احمد رضا کی فقہی خدمات کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ایم۔ فل کر رہے ہیں۔

جامعة الأزهر الشريف
كلية الدراسات الإسلامية والعربية
للبنين بالقاهرة
قسم اللغة العربية وادابها

خطة البحث

للحصول على درجة التخصص «الماجستير»

فى الأدب والنقد

الموضوع

الشيخ أحمد رضا خان البريلوى الهندى
شاعراً عربياً

١٢٧٢هـ-١٣٤٠هـ

مقدمة من الباحث

ممتاز أحمد سديدى محمد عبد الحكيم شرف القادرى

١٤١٧هـ-١٩٩٧م

"احمد رضا خاں و خدماتہ فی فقہ الاسلام"

الحمدللہ---- آج امام احمد رضا کے علم و فن کی مہک سے پورا عالم اسلام مہک رہا ہے۔ اور کیوں نہ مہکتا کہ خود امام احمد رضا کی شخصیت خوشبوئے عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مہک رہی ہے---- کیا خوب فرمایا تھا۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

اس مہک کو قید نہیں کیا جا سکتا' یہ مہک لافانی و لاثانی ہے---- حاسدین لاکھ کوشش کریں' جوں جوں امام احمد رضا کے فضل و کمال کی مہک فضاء میں بلند ہو رہی ہے اسی قدر علاقہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے مہکتا جا رہا ہے---- امام احمد رضا "مشن عشق رسول" کا نام ہے' ان کا علمی سرمایہ "خوشبوئے عشق رسول" ہے---- بھلا اسے کون مقید کر سکتا ہے---- یہ تو ہوا کے دوش پر محو پرواز ہے---- ہاں' ہاں

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر میں لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

Islamic
Printer - Publisher - Bookseller
Al-Mukhtar Publications
25-Japan Mansion, Raza Chowk (Regal) Saddar,
Karachi-74400. P.O. Box 489
Telegrams: "ALMUKHTAR"
Phone: 7771219-7725150

تحریک پاکستان پر فکرِ رضا کے اثرات

صاحبزادہ ابوسرور محمد مسرور احمد (نبیرۂ مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی)

عظیم انسان زمانے سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ زمانے کو متاثر کرتے ہیں۔ امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ ان عظیم شخصیتوں میں نہایت ہی ممتاز ہیں۔ آپ نے نہ صرف اپنی صدی کو متاثر کیا بلکہ آنے والی صدیوں کو بھی متاثر کیا اور زوال پذیر مسلم معاشرے میں ایسی حیرت انگیز روح پھونکی جس نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ آپ نے دو قومی نظریہ کا احیاء کیا اور مسلمانوں کا تاریک مستقبل روشن کر دیا۔

دو قومی نظریہ اسلام نے پیش کیا ہے جو نہایت سادہ اور دل آویز ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین مکہ کے سامنے اعلان فرمایا **لکم دینکم ولی دین○** (الکافرون ۹:) "تمہیں تمہارا دین، اور مجھے میرا دین۔" اس نظریہ کی بنیاد نفرت پر نہیں معقولیت پر ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو سارا عالم امن کا گہوارہ بن جائے۔ یہ ضابطہ بین الاقوامی سیاست کا ایک اہم ستون ثابت ہو سکتا ہے۔

اکبر بادشاہ کے آخری دور حکومت میں ہندوؤں کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا تھا اور مسلمان ہندوؤں کے طور طریقے اپنانے لگے تھے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ان نازک حالات میں ملی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے دو قومی نظریہ کا احیاء کیا اور سخت جدوجہد فرمائی جس کے نتیجے میں اورنگ زیب عالمگیر جیسی عظیم شخصیت سامنے آئی۔ اورنگزیب حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم سے بیعت تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے دو قومی نظریہ کے احیاء کے لئے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احیائے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر زور دیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی تحریک خلافت (۱۹۱۹ء) اور تحریک ترک موالات (۱۹۲۰ء) کے نتیجے میں مسلمان اور ہندو اتنے قریب آگئے کہ ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگنے لگے، امام احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کی، آپ نے دو قومی نظریہ کا احیاء کیا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر زور دیا اور اسی کو زوال پذیر ملت کے لئے تریاق و اکسیر قرار دیا۔ یہ وہی دو قومی نظریہ ہے جو آگے چل کر تحریک پاکستان (۱۹۴۰ء) کی بنیاد بنا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں بعض ذہنوں میں تقسیم ہند کی بات آنے لگی تھی۔ جب حقوق پامال کئے جاتے ہیں تو تقسیم کی بات ہونے لگتی ہے۔ لیکن اس زمانے میں ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح ایک قومی نظریہ کے سختی سے حامی تھے۔ تقسیم ہند کی پہلی باقاعدہ تجویز ۱۹۲۵ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے عبدالقدیر بلگرامی کے نام سے شائع ہوئی۔ یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال (۱۹۲۱ء) کے تقریباً" چار سال بعد پھر ۱۹۳۰ء میں سیاسی پلیٹ فارم سے

ڈاکٹر محمد اقبال نے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور مشہور عالم دین مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ نے غالباً" سب سے پہلے اس تجویز کی حمایت کی۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ مفکرین جو چند سال پہلے ایک قومی نظریہ کے حامی تھے، دو قومی نظریہ کے حامی کیسے ہو گئے؟--- ہر انسان کو ماحول متاثر کرتا ہے۔ غیر منقسم ہندوستان کی فضائیں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دو قومی نظریہ کے نعروں سے گونج رہی تھیں۔ یقیناً آپ کے نعروں کی گونج ان مفکرین کے دل و دماغ پر اثر انداز ہوئی ورنہ اس فکری انقلاب کا کوئی سبب اور محرک نظر نہیں آتا۔ بیشک امام احمد رضا نے ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کی فکری رہنمائی فرمائی اور پھر آگے چل کر ۱۹۴۰ء میں تحریک پاکستان کا آغاز ہوا۔ جس سال تقسیم ہند کی پہلی مفصل تجویز پیش کی گئی اسی سال یعنی ۱۹۲۵ء میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی اس تنظیم نے ملت اسلامیہ کی اصلاح کے لئے ملک گیر جدوجہد کی جس کا تفصیلی ذکر مولانا جلال الدین قادری نے اپنے فاضلانہ مقالے میں کیا ہے اور کولمبیا یونیورسٹی کی فاضلہ ڈاکٹر آوشا سانیال نے بھی اپنے مقالے

"Devotional Islam and Politics in British India"

میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۹۶ء میں Oxford University Press نے دہلی سے شائع کیا ہے جو براعظم یورپ، ایشاء اور امریکہ وغیرہ میں پھیل چکا ہے اس مقالے میں امام احمد رضا اور ان کی تحریک پر سیرحاصل بحث کی گئی ہے او تحریک پاکستان کے حوالے سے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ (۱۹۴۸ء-۱۸۸۲ء)، مفقی محمد برہان الحق جبل پوری رحمتہ اللہ علیہ (۱۹۸۴ء-۱۸۹۲ء) اور شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی رحمتہ اللہ علیہ (۱۹۵۲ء-۱۸۹۲ء) کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا، آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء میں وجود میں آئی۔ اس نے مسلم معاشرے کی اصلاح کے لئے ملک گیر مہم چلائی اور ۱۹۴۰ء میں قرار داد پاکستان منظور ہونے کے بعد اس مہم کو اور تیز کر دیا اور اسی تنظیم کی سرپرستی میں ۱۹۴۶ء میں بنارس (بھارت) میں علمائے اہلسنّت کا تاریخ ساز عظیم اجتماع ہوا، جس میں علمائے اہلسنّت نے متفقہ طور پر قرارداد پاکستان کی حمایت کی اور ایک ہمہ گیر اور عظیم جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔

حقیقت یہ ہے کہ "فکر و خیال" بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ پہلے خیال آتا ہے پھر چیز وجود میں آتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمارے خیالوں کی رہنمائی فرمائی اور نظریات کی تعمیر کی۔ یہی ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ پاکستان کی بنیادوں میں ان کا خون جگر شامل ہے۔

آخر میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ اہلسنّت نے جس پاکستان کی حمایت کی وہ، وہ پاکستان تھا جہاں زندگی کے ہر شعبے میں قرآن و سنت کی عملداری اور حکومت ہوتی۔ ہمیں اپنے فکر و عمل کی اصلاح و تعمیر کے لئے جدوجہد کو جاری رکھنا چاہئے تاکہ ہم پاکستان کو اس حسین خواب کے مطابق بنا سکیں جو علمائے اہلسنّت اور ہمارے بزرگوں نے دیکھا اور جس کے لئے ہزاروں لاکھوں جانیں قربان کر دی گئیں۔

امام احمد رضا اور تقابل ادیان

ڈاکٹر سید عبد اللہ طارق (رکن، موتمر عالم اسلامی برائے بھارت)

راقم الحروف کی موجودہ دلچسپیاں تقابل ادیان کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ گو کہ اس موضوع پر کوئی باقاعدہ رسالہ یا تصنیف امام احمد رضا کی میرے علم میں نہیں ہے لیکن مجھے ایک خوش گوار حیرت سے دوچار تب ہونا پڑا جب فتاویٰ رضویہ میں جگہ جگہ امام صاحب کی دیگر ادیان سے واقفیت کی جھلک نظر آئی۔

ایک صاحب نے فری میسن تحریک سے متعلق سوال پوچھا۔

فری میسن ان چند خفیہ تحریکوں میں سے ایک ہے جس سے واقفیت رکھنے والا کروڑوں میں کوئی ہوتا ہے۔ فری میسن کے رموز اور اصولوں کو اس کے ممبران کسی پر کبھی ظاہر نہیں کرتے۔ مجھے واقعی حیرت ہوگی اگر آج ہندوستان کا کوئی ایک عالم دین بھی فری میسن سے واقفیت رکھنے والا میرے علم میں آئے گا۔

امام صاحب نے جواب دیا۔ گو جواب مفصل نہیں ہے لیکن سائل کو اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں تھی۔

جواب فتاویٰ کی جلد دہم نصف آخر کے ص ۲۵۸ پر تحریر ہے۔

ایک صاحب نے سوال بھیجا کہ گاندھی جی کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟

کوئی فرسودہ عالم ہوتا تو جواب دیتا کہ مشرکین کی زبان استعمال کرنا سخت ناروا ہے۔ اوسط فہم رکھنے والے علماء تہدید فرماتے کہ مشرک غیر مسلم کی تعظیم جائز نہیں ہے۔ اس لئے اجازت نہیں۔

ترقی پسند ذہن رکھنے والا عالم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ رائج الوقت زبان کا جز ہے اور بعض مواقع پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم سربراہان قبائل کی دعوتی نقطہ نظر سے عزت افزائی فرمائی ہے۔

لیکن جس باریکی کی طرف امام صاحب نے متوجہ فرمایا' اس کی نگاہ جا سکتی ہے جو تقابل ادیان سے دلچسپی رکھتا ہو۔ جواب میں فرمایا کہ مہاتما کا مطلب ہے روح اعظم' اور لفظ روح اعظم جس ہستی کے لئے مخصوص ہے اس کے سوا کسی کے لئے روا نہیں۔ کسی مسلمان کے لئے بھی نہیں۔

مندرجہ بالا سوال و جواب بھی فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں درج ہیں۔

"فوزمبین در رد حرکت زمین" کا آغاز آیات قرآنی اور عربی زبان میں حمد و ثناء و دعا کے بعد ان الفاظ سے ہوتا ہے۔

"الحمدللہ وہ نور کہ طور سینا سے آیا اور جبل ساعیر سے چمکا اور فاران مکہ **معظمہ** کے پہاڑوں سے فائض الانوار و عالم آشکار ہوا....."

مندرجہ بالا الفاظ کا استعمال حضرت مولانا کے بائبل کے مطالعے کا غماز ہے۔ مولانا آزادجیسے ذہین اور قادرالکلام شخص نے امام صاحب کے یہ الفاظ اپنے تقابلی مطالعے کے ایک مضمون کی تمہید کے لئے (معمولی ردوبدل کے ساتھ) مستعار لئے۔

بعض عالم کہلانے والے کم علم لوگ اس خیال کی اشاعت کرتے نظر آتے ہیں کہ سابقہ کتب آسمانی اور دیگر مذاہب کی مذہبی کتب کا مطالعہ گناہ ہے۔ وہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث کو نہیں جانتے کہ----

"قریب ہے وہ شخص اسلام کی ایک ایک کڑی علیحدہ کر دے۔ جس نے اسلام میں ہی آنکھیں کھولیں اور جاہلیت سے بالکل ناآشنا ہے۔" وہ صحیح بخاری کی اس روایت سے بھی واقف نہیں ہیں کہ

"حدثوا عن بنی اسرائیل ولا خرج"

یعنی "بنی اسرائیل کی دو آیتیں (حسب ضرورت دین) بیان کرسکتے ہو اس میں حرج نہیں ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مذاہب غیر کے پیروؤں کے اعتراضات کا رد انہیں کے اعتقادات اور انہیں کی تسلیم شدہ کتب کے ذریعہ بے حد موثر انداز میں دیا کرتے تھے۔ امام صاحب کے علمی تبحر کا یہ پہلو ابھی تک **نسبتاً** غیر معروف ہے کہ غیرمذاہب کی مذہبی کتب کا نہ صرف مطالعہ بلکہ اس کا **استحضار** اور **بوقت** ضرورت اس کا استعمال انہیں تقابل ادیان کے شعبے میں بھی ایک ممتاز مقام کا حامل ثابت کرتا ہے۔

بریلی بانس منڈی کے مولوی سید غلام قطب الدین صاحب پردیسی جی برہمچاری نے ان سے سوال کیا کہ "راما **سنگھم** نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالے دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذاللہ) گنہگار قرار دیا ہے......"

امام صاحب نے ۱۵ دلائل کے ذریعہ اس کا رد فرمایا لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ دلیل نمبر۷ میں ہندوؤں کی مذہبی کتاب "وید" کے ان تراجم کا حوالہ دیکر جو انتہائی مہمل ہیں، یہ ثابت کیا ہے کہ ہر تفسیر معتبراور ہر مفسر **مصیب** نہیں ہے کہ کشاف وغیرہ کی۔ مندرجہ بالا آیات کی تفسیرکی بنیاد معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے ادبی سے گناہ گار کہا جائے۔ امام صاحب کے طرز استدلال کی خوبی یہ ہے کہ **راماسنگھم** چونکہ آریہ تھا اس لئے اس پر یہ بھی واضح فرمایا کہ دیانند سرسوتی (بانی اریہ سماج) نے ان تراجم کاانکار کر کے اپنے ترجمے کئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب کی نظرمیں وید کے ایک سے زائد تراجم تھے۔ استدلال نمبر۷ کے الفاظ ذیل میں قارئین کی نظر ہیں۔

"(۷) نہ ہر تفسیر معتبرنہ ہر مفسر**مصیب**۔ مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا ایسا ہی ہے کہ وہ لغویات و ہزلیات و **فحشیات** کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہلی کھہلی پھررہی ہیں اور خود بندگان وید نے اسکے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھنونے فحش لکھے ان سے آریہ کی جاں کیوں

کر چھوٹے گی **مثلاً**" بجر وید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ او سیکڑوں طرح کی علم و عقل رکھنے والو تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں ان میں سے میرے شریر کو نروگ کرو اے ابا جان تو بھی ایسا کر۔" نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا میں فرزند تجھ کو بہت عمدہ نصیحت کرتا ہوں۔ ماتا جی کہتی ہیں اے لائق بیٹے میں والدہ تیرے گھوڑے گائیں زمین کپڑے جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر۔ اسی بجر وید کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے۔اس کے ہزار سر ہیں ہزار آنکھ ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین پر وہ سب جگہ ہے الٹا سیدھا تب بھی دس انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے۔ نیز ویدوں میں اس کا نام سروبیاپک یعنی ہر شے میں (جاری و ساری) ہے۔ یعنی ہر جگہ سمایا ہوا ہر چیز میں رما ہوا ہر خلا میں گھسا ہوا ہر جانور کی مقعد ہر مادہ کی فرج ہر پاخانہ کی ڈھیری میں ایشور ہی ایشور ہے۔ دیانند نے محض زبردستی ان کی کایا پلٹی کی اور انہیں فحش سے نکالا مگر اردو مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کر دو خواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا۔ بھان متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اس کے کس حرف پر اعتبار ہو سکتا ہے معلوم نہیں کہ مالاجپی ہے یا گالی بکی ہے۔"

ویدوں کے مختلف **مترجمین** اور مفسرین کے اختلافات کے منہ توڑ تذکرے سے اعلیٰ حضرت نے حجت تمام کردی لیکن یہ سوال و جواب مندرجہ بالا دلیل نمبرے کے ساتھ ۱۵ دلائل پر ہی ختم نہیں ہوگی۔ حکمت الٰہی کو کچھ اور بھی منظور تھا اور امام صاحب کے بائبل کے مطالعہ کی گہرائی بھی ہمارے سامنے عیاں کرنی تھی۔ مولوی صاحب نے تحریر فرمایا کہ "**راما سنگھم** آریہ سے نصرانی ہوگیا ہے۔ روئے جواب جانب نصاریٰ ہونا چاہئے۔" امام صاحب نے جواباً" فرمایا " بحمداللہ وہی جواب کافی و وافی ہے۔ صدر کلام میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لیجئے ہاں نمبرے بالکل تبدیل ہوگیا ہے۔ اسے یوں لکھئے.....

آج کل تو بہت سے مولوی صاحبان بائبل اور اناجیل کے فرق ہی سے واقف نہیں ہیں۔ کبھی کچھ حوالے پڑھ کر نقل کرتے ہیں تو بائبل کی جگہ انجیل لکھ دیتے ہیں اور لاعلم عوام پر اپنی قابلیت کا سکہ بٹھاتے ہیں۔ کسی جگہ بائبل کا استعمال ہوا اور کہاں انجیل یہ اہتمام تو وہی کر سکتا ہے جس نے صرف کچھ ترجمے پڑھ کر نقل نہ کر دیئے ہوں بلکہ بائبل کی تفصیلات اور باریکیوں سے واقف ہو۔

امام صاحب نے اپنے جواب میں بائبل کا ایک مہمل واقعہ نقل کیا جس میں بیٹے کی عمر باپ سے زیادہ ثابت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا نصب نامہ درج کرنے میں متی اور لوقا کی اناجیل میں اختلافات کی مثالیں پیش کی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انجیل میں یہ قول نقل کرنے کے بعد کہ وہ توریت کو منسوخ کرنے نہیں آئے تھے' اسی انجیل سے ایسی کئی مثالیں پیش کی ہیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابقہ انبیاء کے احکامات کی منسوخی کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت امام نے جو جواب مرحمت فرمایا اس کی دلیل نمبرے کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر **مصیب** نصرانی کا

ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا عربی زبان تو لسان مبین ہے نہ ہر محل قابل تاویل نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ ہر شخص جہاں چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنا لے اور محل متحمل میں تاویل صحیح کا' باب بے شک واسع اور ہر زبان اور ہر قوم میں شائع و ذائع اس کا انکار نہ کرے گا مگر مکابر مفتون اور اس کا اقرار نہ کرے گا مگر دیوانہ مجنون ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف محرف کی سمجھ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۲۱ میں لکھا وہ ۳۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا ۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروشلم کے باشندوں نے اس کے چھوٹے بیٹے اخزیاہ کو اس کی جگہ بادشاہ کیا۔ اخزیاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا یعنی باپ ۴۰ برس کی عمر میں مرا اس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باپ سے دو برس پہلے پیدا ہوا تھا متی کی انجیل میں مسیح و داؤد علیہم الصلواۃ والسلام کے بیچ میں صرف ۲۶ پشتیں ہیں اور اس میں عود بھی گنا دیا ہے کہ مسیح تا داؤد ۲۸ شخص ہیں لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۳ آدمی ہیں۔ ۱۵ پشتیں زائد اور اسماء بھی بالکل نامطابق ایضا انجیل متی باب ۵ درس ۱۷۔ "یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے میں آیا منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں۔" درس ۱۸ "کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمانو زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا۔" یہاں تو نسخ کا اس شدت سے انکار ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام توریت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ٹ ۳۲ میں ہے۔یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرتا ہے زنا کرتا ہے۔ ایضا" درس ۳۳ و ۳۴ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کر پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا ایضا" درس ۳۸ و ۳۹ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ ایضا" ۱۹ درس ۸' ۹ موسیٰ نے جوروؤں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے جماع کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰' درس ۲ تا ۱۲ میں ہے ان کے سوا بہت نظائر تناقص و نافہمی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ عبری زبان ہی ایسی پیچیدہ ہے کہ اس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔"

مندرجہ بالا جواب کے بعد حضرت امام نے ۱۵ دلائل میں تین دلیلوں کا مزید اضافہ فرمایا

واللہ تعالیٰ اعلم مندرجہ بالا سوال و جواب فتاویٰ رضویہ کی جلد نہم ص ۷۳ تا ۸۰ درج ہیں۔

ایک نابغۂ عصر

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی (ڈائریکٹر، مسلم انسٹی ٹیوٹ، لاہور)

ایک آدمی اگر کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر کھڑا ہوا ہو اور وہ نیچے کی طرف دیکھے تو اسے ہر چیز بہت چھوٹی نظر آئے گی۔ خواہ وہ چیزیں اپنے طور پر بہت بڑی ہی کیوں نہ ہوں' اس لئے کہ وہ خود بہت بلندی پر کھڑا ہوتا ہے۔ لیکن وہی شخص اگر اپنے اوپر کی طرف دیکھے تو وہ خود کو آسمان کی وسعت کے مقابلے میں بہت سکڑا ہوا' اس کی بلندی کے سامنے اپنے آپ کو بہت پست اور اس کے حجم کے تناظر میں اپنی ذات کو رائی کے دانے کے برابر سمجھے گا۔

کچھ اسی طرح کی صورتحال کا سامنا اس شخص کو کرنا پڑتا ہے جو عالم اسلام کی عبقری شخصیت اور برصغیر کی انتہائی عظیم المرتبت ہستی' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ کہنا اور ان پر کچھ لکھنا چاہتا ہو۔ اس دور کا کوئی بڑے سے بڑا عالم فاضل' مفتی' فقیہ' محدث' متکلم' مصنف اور شاعر' علوم و فنون کے کوہ ہمالیہ پر کیوں نہ کھڑا ہو اور ہر ایک اس کے سامنے بونا اور ٹھگنا کیوں نہ نظر آرہا ہو مگر جب وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جیسے علم و فضل اور تحقیق و تصنیف کے آسمان پر نظر ڈالتا ہے تو دوسروں کا کیا ذکر وہ خود اپنے آپ کو بہت کوتاہ اور پست شخصیت نظر آنے لگتا ہے۔ ان پر بات کرتے ہوئے بڑے سے بڑے خطیب کی زبان لڑکھڑانے لگتی ہے اور بڑے سے بڑے ادیب کی نوک قلم سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگتے ہیں' نہ زبان کی باک ہاتھ میں رہتی ہے نہ قلم کی رکاب پاؤں میں' یک رخا آدمی بھلا کہاں تک ہمہ جہت شخصیت کو اپنے فکر و خیال کے دائرے میں قابو رکھ سکتا ہے۔

دراصل فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ہشت پہلو ہیرے جیسی ہے جس طرح اسے سورج کی روشنی کے رخ پر رکھا جائے تو ہر کونے سے ایک نیا رنگ نظر پڑتا ہے۔ کسی سمت سے سنہری کسی جانب سے نیلا کسی طرف سے سرخ' کسی پہلو سے سبز' کسی زاویے سے نارنجی اور کسی گوشے سے آسمانی رنگ جھلکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کو بھی آفتاب علم کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی شخصیت کے کئی رنگ اپنے اندر دل و نگاہ کی جاذبیت کا سامنا لئے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں سن کر یا پڑھ کر زبان پر بے اختیار آجاتا ہے:

کوئی تصویر نہ ابھری تیری تصویر کے بعد

ذہن خالی ہی رہا کاسہ سائل کی طرح

تفسیر، ترجمہ، حدیث، فقہ، کلام، بیان، معانی، فلسفہ، منطق، مناظر، عقائد ان میں سے ایک ایک شعبہ علم انسان سے پوری زندگی صرف کرنے کا مطالبہ کرتا ہے لیکن فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں تو ان روایتی اور قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عقلی اور جدید علوم کا ذخیرہ نظر آتا ہے اگر کوئی آدمی ایک بار اس ذخیرے میں قدم رکھ لے تو وہ زندگی بھر واپسی کا راستہ بھول جائے۔

علم الکیمیا سے علم الادویہ اور شماریات سے ارضیات اور جغرافیہ سے معاشیات تک ایک طویل اور وسیع سلسلہ ہے جس کی ایک ایک کڑی فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے سلجھائی اور سنواری ہے۔

علم کے دعویدار تو بے شمار نظر آتے ہیں۔ مگر ناموس علم کے پاسدار بہت کم ہوتے ہیں، علم نگلنے والے لوگوں کی فہرست تو بہت طویل ہے مگر اسے ہضم کرنے والے بہت قلیل ہیں، اپنے علم کو بزم ناز کی زینت بنانے والے کسی دور میں کم نہیں رہے مگر اپنے سرمایہ علم کو بارگاہ نیاز میں لٹانے والے ڈھونڈھے سے خال خال ملتے ہیں، محض علم چاٹنا اور بات ہے لیکن فیض عشق بانٹنا چیزے دیگر! مکتب و مدرسہ کی راہ کس نے نہیں دیکھی، مزہ تو جب ہے کہ آدمی گمراہ نہ ہو کتاب کون نہیں پڑھ سکتا لطف تو تب ہے کہ صاحب کتاب سے نسبت جڑی رہے، قلم و قرطاس سے کون واقف نہیں، بات تو تب ہے کہ جان و دل حرف ناشناس معلم اور قرطاس ناآشنا مربی کے لئے وقف رہیں۔ بابا ذہین شاہ تاجی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

شیخ میخانے میں آنے کو مسلمان آیا
کاش میخانے سے نکلے تو مسلماں نکلے

ہمیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ علم کے ساتھ ساتھ ناموس علم کا پاس رکھنے والے تھے ریاست نانپارہ کے والی کے ہاں ہونے والی خصوصی تقریب پر مدحیہ قصیدہ لکھنے کے بجائے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت لکھ کر بھیج دیتے ہیں اور نعت بھی وہ جس میں تغزل اپنے عروج پر ہے اور تقدس بھی نقطہ کمال پر :

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

پھر فرماتے ہیں:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس اک جاں دو جہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

وہ جو عرب کے مایہ ناز شاعر فرزدق نے کہا تھا کہ شاعری میں بعض مقامات ایسے آجاتے ہیں کہ سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر اسی پائے کا ہے، جہاں ذوق اور وجدان کی پیشانی بے اختیار جھک جاتی ہے، اور اس نعت کا مقطع تو غضب کا ہے جس میں اہل زر کی دولت پر طنز اور سیدالکونین کی دریوزہ گری پر فخر کا اظہار ہے اور ساتھ ہی ساتھ مسند علم و فقر کا وقار ہے۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

آج کل "عبقری" اور "نابغہ" کا لفظ بہت سستا ہو گیا ہے اور ہر تیسرا چوتھا پڑھا لکھا آدمی خود کو عبقری اور نابغہ کہلوانے پر مصر ہے اور علامہ ہونا تو ہر ایک کے بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے جس کی بازار میں ذرا سی "بکری" ہو وہ عبقری بن جاتا ہے۔ اور جس کو معمولی سی "قوت ناطقہ" مل جائے وہ نابغہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ سرمنڈوانے سے کوئی قلندر اور یونان میں پیدا ہونے سے کوئی سکندر نہیں بن

جاتا۔ آداب قلندری سے ہر شخص آگاہ نہیں ہوتا اور شان سکندری کا ہر فرد حامل نہیں ہوتا' اسی لئے عبقری اور نابغہ صدی بھر میں دو چار ہی ہوتے ہیں' اگر ان کی قطاریں لگنی شروع ہو جائیں تو ہر ڈھیلے کے نیچے سے ارسطو اور افلاطون ہی برآمد ہوں گے' صورت حال اگر اس طرح ہو تو کسان کھیتوں میں گاجر مولی لگانے کے بجائے سقراط اور بقراط اگانا شروع کردیں۔

بلاشبہ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ عبقری عصر اور نابغہ روزگار شخصیت تھے' ان کی علمی تخلیقات سے استفادہ کرنے کے لئے بذات خود تخلیقی ذہن درکار ہے' روایتی ذہن تو چار قدم چل کر ہانپ جاتا ہے میری بات پر اعتبار نہ آئے تو ان کی تصنیفات کی فہرست ملاحظہ کر لیجئے۔ متن تو دور کی بات ہے فقط کتابوں کے نام سمجھنے کے لئے المنجد جیسے لغت کی ہمہ وقت ضرورت لاحق رہتی ہے **مثلاً**" علم لوگارثم' علم تکسیر' علم زیجات' علم ارثما طیقی' علم توقیت اور ٹریگنومیٹری پر ان کی تخلیقات پڑھنے اور سمجھنے والے لوگ اس خطے میں کتنے ہوں گے؟ شاید بڑی آسانی کے ساتھ انگلیوں پر گنے جا سکیں۔

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی چھوٹی یا بڑی تصنیف ایسی نہیں ہے جس کا نام تاریخی نہ ہو یہ بھی تو تخلیقی ذہن کا کرشمہ ہے۔ حیرت ہے کہ جنہیں اپنی تاریخ پیدائش تک یاد نہیں وہ اعلیٰ حضرت کے منہ لگتے ہیں' انسائیکلوپیڈیا کا لفظ ہم سب نے سنا پڑھا ہے جس کا معنی ہے "جامع العلوم" وہ کتاب یا تالیف انسائیکلوپیڈیا کہلاتی ہے جس میں متعدد متنوع اور متفرق علوم جمع کر دیئے گئے ہوں گے مگر سچی بات یہ ہے کہ چلتی پھرتی اور سانس لیتی انسائیکلوپیڈیا تو فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت ہے جنہیں پچپن اقسام علم پر قسام ازل نے دسترس عطا کردی تھی۔ ہزاروں صفحات پر مشتمل فتاوی رضویہ کی بارہ ضخیم مجلدات ہمارے اس دعوے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

اگر کسی انجان آدمی کے سامنے فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف رکھ دی جائیں جن سے ایک کوٹھا بھر جاتا ہے تو وہ یقیناً یہی سمجھے گا کہ حکومت کی طرف سے کروڑوں روپے کی گرانٹ پر چلنے والے کسی ادارے نے باقاعدہ بیسیوں اہل قلم کا بورڈ بٹھا رکھا ہے جن کے ذمے شب و روز تحقیق و تصنیف کا کام ہے اور وہ قلم کار غم جاناں اور غم دوراں سے بے نیاز ہو کر لکھنے کا کام کرتے ہیں' ہر طرح کی فراغت اور سہولت نے ان سے اتنی کتابیں لکھوائی ہیں' لیکن اسی آدمی کو اگر یہ بتا دیا جائے کہ یہ کام کسی ادارے' کسی اکیڈمی' کسی بورڈ اور کسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے نہیں کیا بلکہ کتابوں کا یہ انبار ایک ہی شخصیت کا تخلیقی شاہکار ہے تو اسے یہ ماننے کو ذہن بنانے کے کئے کئی ہفتے کا عرصہ درکار ہے' تب جا کر وہ سمجھ پائے گا:

مت سہل ہمیں جانو' پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

اس سلسلے میں ایک اور بات بھی لائق توجہ ہے کہ لکھنے پڑھنے کا اتنا بھاری بھرکم کام آدمی کے دماغ کا رس نچوڑ لیتا ہے۔ ہروقت اس کی رگیں پھولی رہتی ہیں' جبیں شکن آلود اور احساس کی دنیا گرد آلود ہو جاتی ہے۔ آدمی کرم کتابی بن کر رہ جاتا ہے خشک موضوعات پر لکھتے لکھتے طبیعت پر خشکی کا لیپ چڑھ جاتا ہے ذوق و کیف کا عالم اس کے لئے اجنبی بن جاتا ہے ایسے آدمی کے بارے میں یہ گمان بلکہ یقین ہو جاتا ہے کہ کوئی اس سے ذرا قریب ہو کر گذرا تو شاید وہ جل جائے کیونکہ یہ تجربہ ہے کہ کتابی علم چنگے بھلے اور بانکے سجیلے آدمی کو جلا بھنا اور کھردار بنا دیتا ہے۔ علم کی ہیئت اور خشونت اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ

لفظ بیچارے کانپتے اور حرف ہانپتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں' لیکن فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو مبدا فیاض نے علم و فن اگر منوں کے حساب سے دیا تو ذوق و عشق بحمد تعالیٰ ٹنوں کی مقدار میں بخشا' ذوق غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عشق ذات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا' جب وہ مسند افتاء پر ہوں تو بالغ نظر مفتی' حدیث پڑھا رہے ہوں تو عظیم محدث' فقہی مسائل پر بات کر رہے ہوں تو فقیہ اعظم اور فن میراث زیر غور ہو تو ماہر علم المیراث دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی قامت پر ہر قبا خوب سجتی ہے مگر جب وہ کوچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں تو ان کی شان گدائی پر دارا و اسکندر کو رشک آنے لگتا ہے۔ جب وہ وقف ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں تو وجدان درود پڑھنے لگتا ہے' جب ان کے ہاتھ میں نعت کا کشکول ہوتا ہے تو فرشتے بھیک مانگنے کو قطار در قطار زمین پر اترتے دکھائی دیتے ہیں' جب ان کے لبوں پر نام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے تو شہد کی بارش ہونے لگتی ہے۔ جب ان کا موضوع سخن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمہ فیض ہوتا ہے تو ساغر دل چھلک چھلک جاتا ہے جب یاد حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند ان کے دل کے آنگن میں اترتا ہے تو شب ہجراں چمک چمک جاتی ہے اور جب وہ اپنی شاعری میں حسن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا مضمون باندھتے ہیں تو غنچہ فن چٹک چٹک جاتا ہے۔ ذرا آپ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اس مرتبے کا شعر آپ کو کہاں ملے گا؟

عرش سے مژدہ بلقیس شفاعت لایا
طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو علم نے نک چڑھایا اور زہد نے سرپھرا نہیں بنایا کہ گردن اکڑی رہے اور چہرہ سکڑا رہے بلکہ ان کا لہجہ انکساری کا غماز اور سوز کا ترجمان ہے' کہتے ہیں:

اک میں کیا مرے **عصیاں** کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
تیرے ٹکڑوں پہ پلے' غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

فتاویٰ رضویہ پر کام کرتے کرتے ان کے قلم سے یہ اشعار نکلتے ہیں تو وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے:

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں' کوچے بسا دیئے ہیں
اک دل ہمارا کیا ہے' آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ آج کے گتھم گتھا اور چھینا **چھپٹ** قسم کے دور میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوغات بانٹنے کی ضرورت ہے۔ آج امریکہ اور یورپ ہماری اس متاع کو لوٹنے کی فکر میں ہے' کیونکہ اسے معلوم ہے کہ امت مسلمہ جب کبھی ڈوب ڈوب کر ابھرے گی' ٹوٹ ٹوٹ کر جڑے گی' گر گر کر اٹھے گی اور مر مر کر جئے گی تو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے ہی ابھرے گی' ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جڑے گی' نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اٹھے گی اور یاد حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے جئے گی۔

علمی و ادبی نشست

بیادِ حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمۃ

نظام قدرت ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہتا ہے اسے علم و حکمت عطا فرما دیتا ہے، کسی بندہ پر اس کے رب کا یہ سب سے بڑا انعام و اکرام ہے اور حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ رب تعالیٰ نے انہیں علم و حکمت عطا فرمایا۔ ان خیالات کا اظہار علامہ جمیل احمد نعیمی (شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی) نے حضرت علامہ شمس بریلوی کی یاد میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ، پاکستان) کے زیر اہتمام ہونے والی ''علمی و ادبی نشست'' میں بحیثیت صدر مجلس کیا جو کہ گذشتہ روز کراچی کے مقامی ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ انہوں نے مزید کہا کہ علامہ شمس بریلوی کثیرالجہات شخصیت کے مالک تھے، انہوں نے قرآن و حدیث اور فقہ ہی میں کام نہیں کیا بلکہ جدید علوم اور اردو ادب میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ تقریب کے مہمان خصوصی کراچی یونیورسٹی کے سابق پرو وائس چانسلر اور اردو ادب کے مشہور نقاد پروفیسر ڈاکٹر قاسم رضا صدیقی (پروفیسر آف فزیالوجی، جامعہ کراچی) نے کہا کہ علامہ شمس بریلوی نے اسلامی شعائر اور شریعت و طریقت کے تحت ساری زندگی ترویج علم و ادب میں گذاری، آپ نے ہر علمی و دینی اور ادبی موضوع پر تحقیقی کام کیا، حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت سے ان کی شخصیت میں جو انقلاب برپا ہوا وہ ان کی ہر تحریر سے عیاں ہے، انہوں نے کہا کہ حضرت شمس بریلوی کا علم، علم نافع تھا آج ان کے بعد بھی ان کا علم نفع پہنچا رہا ہے، ان کے کارناموں سے اہل علم کو متعارف کرانے کے لئے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جو علمی و تحقیقی کام کر رہا ہے وہ لائق تحسین اور معاونت کا مستحق ہے۔ علامہ شمس بریلوی نے اپنے عہد کے علم و ادب کی نشوونما کی چنانچہ ہم یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ ان کی شخصیت عہد ساز تھی۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سابق پروفیسر جمیل اختر (شعبہ اردو، کراچی یونیورسٹی) نے کہا کہ علامہ شمس بریلوی ان علماء میں تھے جو ایک دو نہیں بیسیوں علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ میر حسن کی مثنوی سحرالبیان پر علامہ شمس بریلوی کا مقدمہ اتنا جامع ہے کہ ایسی تحریر اس سے قبل میری نظر سے نہیں گذری، شاعری کے علاوہ انہوں نے تراجم کئے، مقدمات لکھے اور تحقیقی و تصنیفی کام بھی کیا، عہد حاضر میں علامہ شمس بریلوی اردو کے سب سے بڑے مقدمہ نگار تھے۔ ان کی یاد میں محفل کے انعقاد پر میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں----

مولانا سید وجاہت رسول قادری نے اپنے خطاب میں اس امر پر زور دیا کہ علامہ شمس بریلوی کی کتب کو شائع کر کے اہل علم تک پہنچایا جائے، انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ پر علامہ شمس بریلوی نے جو مقدمہ تحریر فرمایا ہے اس میں ایک ہزار سالہ فقہی تاریخ کو بڑے

(بقیہ حاشیہ ۶۰ صفحہ پر)

فاضل بریلوی کی ہر کتاب علم کا سمندر ہے

گورنر سندھ

بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ پاکستان کے ایک وفد نے کراچی میں گورنر سندھ لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) معین الدین حیدر سے ملاقات کر کے امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و تحقیقی کتب کا تحفہ پیش کیا' اس موقع پر وفد سے باتیں کرتے ہوئے گورنر نے کہا کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہر کتاب علم کا سمندر معلوم ہوتی ہے۔ ایسی عظیم کتب کی اشاعت پر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا لائق مبارکباد ہے۔ وفد میں مولانا سید وجاہت رسول قادری' ڈاکٹر مجیداللہ قادری اور ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی شامل تھے۔ دریں اثناء المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی کی ایک تقریب میں برکاتی فاؤنڈیشن کراچی کی طرف سے گورنر سندھ نے ممتاز عالم دین و مذہبی اسکالر اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نائب صدر پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی کو سندھ یونیورسٹی سے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی خدمات کے حوالے سے سندھی زبان میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ پیش کرنے کے اعتراف میں خصوصی ٹرافی پیش کی اور کہا کہ ایسی ہستی پر پی ایچ ڈی کرنا قابل تحسین اور لائق تقلید ہے۔

(رپورٹ : اقبال احمد اخترالقادری)

روئداد

امام احمد رضا کانفرنس
-1997-

رپورٹ: اقبال احمد اختر القادری

"امام احمد رضا نے دینی و دنیوی علوم کی وساطت سے عالم اسلام میں نئی روح پھونک دی"
(چیئرمین سینٹ، وسیم سجاد)

جس نابغہ روزگار شخصیت نے ملت اسلامیہ کے دور انحطاط بیسویں صدی کے اوائل میں اپنی خداداد صلاحیتوں، عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حرارت اور دینی و دنیوی علوم کی وساطت سے عالم اسلام میں نئی روح پھونک دی، وہ بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی ہی کی ذات ہمہ آیات ہے، اسلامی نشاۃ ثانیہ میں ان کا کردار اپنی مثال آپ ہے، ان خیالات کا اظہار چیئرمین سینیٹ آف پاکستان محترم جناب وسیم سجاد نے "امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۷ء" کے نام اپنے ایک پیغام میں کیا جو کہ بین الاقوامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" رجسٹرڈ پاکستان کے زیر اہتمام کراچی کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں منعقد ہوئی، کانفرنس کی صدارت معروف ادیب و ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی نے کی جبکہ مہمان خصوصی ملک کے ممتاز سیاستداں جناب سینیٹر اجمل خٹک تھے۔۔۔۔

"امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" زبان کی سلاست اور محاورہ کی بندش کے لحاظ سے اردو زبان کے نمایاں تراجم میں ہے۔"
○ سابق وزیر اعظم ملک معراج خالد

اسپیکر قومی اسمبلی آف پاکستان جناب الٰہی بخش سومرو نے اپنے پیغام میں کہا کہ قسام ازل نے سرچشمہ فیوض و برکات سے حضرت امام احمد رضا کو خوب خوب سیراب کیا وہ اس مادہ عشق سے اس قدر سرشار تھے کہ ان کے رگ و پے سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی تھی، اس کی سرمستی اور اس کا خمار آپ کی نعتوں کے ہر شعر میں جلوہ گر ہے، انہوں نے کہا کہ فاضل بریلوی نے عشق

"فاضل بریلوی نے عشق رسول کی شمعیں فروزاں کیں جو قیامت تک نور بکھیرتی رہیں گی۔"
(الٰہی بخش سومرو، اسپیکر قومی اسمبلی، پاکستان)

"برصغیر میں فاضل بریلوی کا مرتبہ و مقام مثالی ہے۔" ☆ حکیم سعید دہلوی

رسول کی شمعیں فروزاں کیں جو تا قیامت نور بکھیرتی رہیں گی----

سابق وزیراعظم پاکستان جناب ملک معراج خالد (ریکٹر' انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد) نے اپنے پیغام میں کہا کہ امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن "کنزالایمان" زبان کی سلاست اور محاورہ کی بندش کے لحاظ سے اردو زبان کے نمایاں تراجم میں ہے----

وفاقی وزیر برائے بہبود آبادی' خصوصی تعلیم و سماجی ویلفیئر محترمہ سیدہ عابدہ حسین نے اپنے پیغام میں کہا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی اور ملی خدمات اس قدر وسیع اور متنوع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ آپ کی علمی خدمات و تحقیقات میں "فتاویٰ رضویہ"---- "کنزالایمان"---- اور "حدائق بخشش" نہایت ممتاز ہیں۔ انہوں نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد دی----

محترم حکیم محمد سعید دہلوی نے اپنے پیغام میں کہا کہ برصغیر میں فاضل بریلوی کا مرتبہ و مقام مثالی ہے وہ ایک ہزار سے زائد کتابوں سے سامان رشد و ہدایت کرتے رہے----

ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (ڈین / پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی) نے اپنے پیغام میں کہا کہ فاضل بریلوی کی شخصیت ہمہ طور پرکشش' اثرانگیز اور دلچسپ ہے۔ وہ جس فن کے میدان میں اترتے ہیں ہر جگہ سے فاتحانہ مراجعت کرتے نظر آتے ہیں۔ حضرت امام احمد رضا کی یہ فتوحات ایک مدت تک اہل فکر و نظر کے لئے مرکز نگاہ رہیں گی اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا جیسے عظیم اداروں کا کردار آنے والے وقتوں کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا----

وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی' جوکہ کانفرنس کی صدارت فرما رہے تھے' نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا کہ امام احمد رضا کے تبحر علمی اور وسعت فکری کے سامنے شعرگوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن آپ نے شاعری کو برائے شاعری نہیں اپنایا بلکہ مسلک حقہ اور اپنے عشق رسول کے اظہار کا ذریعہ بنایا' آپ نے اپنے کلام میں شعر و ادب کے وہ موتی بکھیرے ہیں جس کا جواب دنیائے شاعری میں خال خال ہے' انہوں نے کہا کہ مسلمان کی تکمیل کے لئے عشق رسول لازمی ہے اور فاضل بریلوی نے ساری زندگی عشق نبی ہی کا پرچار کیا' امام احمد رضا کا نام عشق رسول کے حوالے سے ہمیشہ تابندہ رہے گا۔ فاضل بریلوی نبض دوراں پر نظر رکھتے تھے' ان کی کتب کے مطالعہ سے قلب روشن ہوتے ہیں' انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ (Ph.D) کے لئے کراچی یونیورسٹی کے دروازے ہروقت کھلے ہیں۔ انشاء اللہ جامعہ

"امام احمد رضا نے اپنے کلام میں شعروادب کے وہ موتی بکھیرے ہیں جس کا جواب دنیائے شاعری میں خال خال ہے۔" ◯ ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا' شیخ الجامعہ' جامعہ کراچی

"اعلیٰ حضرت کی تحریر کا ہر ہر لفظ تکریم رسول کا مظہر ہے۔"

(ڈاکٹر سید خضر نوشاہی)

کراچی میں فاضل بریلوی کے حوالے سے Ph.D ہوتے رہیں گے----

کانفرنس کے مہمان خصوصی اول جناب صاحبزادہ فضل کریم (صوبائی وزیر اوقاف و بیت المال پنجاب) کسی سرکاری نوعیت کے ایمرجنسی کام کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے---- دوسرے مہمان خصوصی ملک کے ممتاز سیاستدان جناب سینیٹر اجمل خٹک نے اپنے خطاب میں کہا کہ میں نے بچپن سے امام احمد رضا کا نام سنا ہے' مجھے فخر ہے کہ فاضل بریلوی کا تعلق ہمارے علاقہ سے تھا' فاضل بریلوی

نہایت پر مغز تحقیقی مقالات پیش کئے۔ چنانچہ سب سے پہلے منڈی بہاؤالدین گورنمنٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر سلیم اللہ جندران نے فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن "کنزالایمان" کے کچھ حصہ کا منظوم ترجمہ پیش کیا---- اس سے قبل تلاوت قرآن ہوئی اور معروف نعت گو شاعر جناب عزیز الدین خاکی اور سید زمان جعفری نے امام احمد رضا کا نعتیہ کلام پیش کیا---- ہمدرد یونیورسٹی کراچی کے جناب ڈاکٹر سید خضر نوشاہی نے "قصیدہ غوثیہ امام احمد رضا کی نظر میں" کے عنوان سے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ امام احمد رضا عشق

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تعلیمات پر چل کر اس ملک میں امن قائم ہو سکتا ہے۔"

(سینیٹر اجمل خٹک)

سے ہمارا عشق رسول کا رشتہ ہے اور یہی نکتہ اجماع امت کا وسیلہ ثابت ہو سکتا ہے' انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تعلیمات پر چل کر اس ملک پاکستان میں امن قائم ہو سکتا ہے' فاضل بریلوی کی خدمت کو عام کرنے پر میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں' نیز میری گذارش و خواہش ہے کہ پشاور اور سرحد کے دیگر علاقوں میں بھی اسی طرح کانفرنسیں کی جائیں----

کانفرنس میں ملک کے مقتدر علماء و فضلاء' اسکالرز اور دانشوروں نے امام احمد رضا کی خدمات کے حوالے سے

رسول میں اس قدر سرشار تھے کہ ان کی تحریر کا ہر ہر لفظ تکریم رسول کا مظہر ہے۔

کراچی یونیورسٹی' شعبہ علوم اسلامی کے صدر' پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید نے اپنے مقالہ میں کہا کہ فاضل بریلوی' امام ابوحنیفہ ثانی تھے ان کی ذہانت و فطانت کو علامہ اقبال نے بھی زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ فاضل بریلوی نے تاحیات قلمی جہاد سے تقدیس رسالت کا تحفظ کیا' وہ مجاہد علم اور مجاہد قلم ہیں' ان کی ہزار سے زائد تصانیف ان کے جہاد بالقلم کا ثبوت ہیں' پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے

"تقدیس رسالت کی تحریک کا نام' امام احمد رضا ہے۔" ☆ (ڈاکٹر عبدالرشید' جامعہ کراچی)

"فاضل بریلوی کو مجددیت کا لقب حرم مکہ اور حرم مدینہ سے ملا۔"

(مفتی قمرالدین سیالوی)

کے لئے فاضل بریلوی کے قلمی جہاد کو عام کرنے کی ضرورت ہے اس ضمن میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات قابل تحسین اور لائق مبارکباد ہیں۔--- صاحبزادہ ابوسرور میاں محمد مسرور (ابن پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) نے کہا کہ امام احمد رضا نے مسلمانوں کے ملی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کی' پاکستان کی بنیادوں میں فاضل بریلوی کا خون جگر شامل ہے' انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے علامہ اقبال اور قائداعظم کی فکری رہنمائی کی---- ۔

مفتی غلام یٰسین امجدی (شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ رضویہ کراچی) نے کہا کہ امام احمد رضا اس قدر حاضر دماغ تھے کہ کسی بھی تحریر کے لئے انہیں کبھی کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑی' میں نے ان کی کتاب جدالممتار کا ترجمہ "مدّ الابصار علیٰ جدالممتار" کے نام سے کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہر فن میں یکساں ماہر و کامل تھے----

مفتی قمرالدین سیالوی صاحب نے کہا کہ امام احمد رضا کی ذات ایک مجسمہ عشق رسول ہے' وہ اپنے عہد کے مجدد تھے' ان کو مجددیت کا لقب حرم مکہ اور حرم مدینہ سے ملا' ان کی ہزار کتب تو دیگر صرف ملفوظات کے مطالعہ سے ہی ایمان تازہ ہو جاتا ہے----

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری' صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں انکشاف کیا کہ ادارہ دنیا کی تقریباً" پچیس یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی کام کرنے والے اسکالرز کی سرپرستی و نگرانی کرتا ہے نیز آکسفورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر فاضل بریلوی کی تصانیف سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے' انہوں نے کہا کہ ادارہ اپنی ۱۸ سالہ زندگی میں اب تک ہزاروں کتب دنیا بھر میں تقسیم کر چکا ہے' الحمدللہ ادارہ دنیا کی ہر زبان میں لٹریچر شائع کر رہا ہے اور طباعت و اشاعت کے لئے ادارہ کا اشاعتی یونٹ المختار پبلی کیشنز شب و روز مصروف عمل ہے---- انہوں نے کہا کہ ادارہ عنقریب پشاور اور کوئٹہ میں امام احمد رضا کانفرنس کرے گا----

کانفرنس کے اختتام سے قبل علامہ شمس بریلوی کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی' شرکاء میں "مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۷ء" تقسیم کیا گیا پھر فاضل بریلوی کے مشہور زمانہ سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اور علامہ مفتی ظفر علی نعمانی کی دعائے خیر پر اس عظیم مجلس علمی و فکری کا اختتام ہوا۔

"فاضل بریلوی پر تحقیقی کام پر پابندی علم دشمنی اور اسلام دشمنی ہے۔"

○ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

آسمانِ علم وادب کا نیّر تاباں

ڈاکٹر طلحہ برق رضوی (انڈیا)

طبقاتی نظام اور گروہی معاشرہ ہر دور میں متعصب و تنگ نظری کا حامل رہا ہے' علم و ادب کی دنیا بھی اس سے جڑی ہے۔ بہت کم ہیں جنہوں نے عرفان ادب سے بصیرت و بصارت کو وہ روشنی دی ہو جس میں ذات مسلکی' علاقائی اور دیگر تعصب و تحفظات کے سائے تحلیل ہو گئے ہوں۔

برصغیر میں ماضی قریب کا وہ نادر الوجود و باکمال شاعر جسے دنیا مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے نام سے جانتی ہے' ناقدین فن کے انہی تعصبات اور تنگ نظری کا شکار ہوا۔ اب آہستہ آہستہ عصبیت کا دبیز کہر چھٹ رہا ہے اور وقت آگیا ہے کہ آسمان علم و ادب کا یہ نیر تاباں اپنی خیرہ کن ضو فشانیوں کے ساتھ شہرت کے نصف النہار پر نظر آئے۔

ضرورت ہے کہ بغیر کسی تعصبی عینک کے کلام رضا کا مطالعہ کیا جائے کس طرح موصوف نے اپنی نعتیہ شاعری میں فکروفن' شعریت و تغزل' زبان وبیان' صنائع و بدائع' احساس و جذبہ' عرفان و آگہی' عشق و بے خودی اور سب سے بڑھ کر غائت تخلیق انسانی کے رموز و غواص سے آشنائی کا سامان وافر جمع کر دیا ہے ۔

صد ہزاراں گل شگفت و بانگ مرغے برنخواست
عندلیبان را چہ پیش آمد ہزاراں را چہ شد

اگر ان محاسن شعری کی موجودگی سے غالب غالب ہیں اور اقبال اقبال تو پھر انہیں خوبیوں کی فراوانی سے رضا بریلوی رضا کیوں نہیں۔ میری مراد اس شناخت سے ہے جو کسی شاعر کو اس کا قرار واقعی مقام عطا کرے میں اس کا قائل نہیں کہ کسی فنکار کو محض اپنی پسند کی وجہ سے بہتر اور سب کا سرتاج قرار دے دیا جائے بلکہ بمصداق "ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است" ہم گلزار ادب کے لالہ و گل کو بھی ان کا صحیح مقام و مرتبہ دیں نہ کہ دیدہ و دانستہ بربنائے تنگ دلی و تنگ نظری نظرانداز کرتے رہیں۔ نقاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے منصب کے پیش نظر اپنی نیت صاف اور قلم پاک کر لے ۔

طہارت ارنہ بخون جگر کند عاشق
بقول مفتی عشقش در ست نیست نماز

مکتب سے لیکر جامعات تک' اسکول سے لیکر یونیورسٹی تک ہم مختلف شعراء کا کلام پڑھاتے ہیں' انہیں نصاب تعلیم میں شامل کرتے ہیں تاکہ طلباء شعرو ادب کے محاسن' کوائف اور رموز سے آشنا ہوں۔ ان پر زبان و بیان کے آداب و اسرار کھلیں اور وہ صحیح طور پر فیضان علم سے بہرہ ور ہوں۔ کیا اس زاویہ نظر سے ہم اپنے نصاب میں کلام رضا بریلوی کا انتخاب شامل نہیں کر سکتے؟ اگر اب تک ایسا نہیں کیا گیا ہے تو بدیہی طور پر ہم تعصب و تنگ نظری کا شکار اور قصور وار ہیں۔ اب چاہئے کہ صاحبان علم و ادب اور شعرو سخن کے پارکھ اپنے دامن سے اس الزامی داغ کو دھو ڈالیں۔

مرتبہ:۔ سید محمد خالد القادری۔ سید زاہد اللہ قادری

امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء

☆ ☆ ☆

ادارہ اپنی روایات کے مطابق امسال بھی امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیقی خدمات انجام دینے پر پروفیسر شیخ سید حازم محمد احمد عبدالرحیم المحفوظ (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ الازہر، قاہرہ، مصر) کو "امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء" پیش کر رہا ہے۔ فاضل موصوف نے پہلی مرتبہ امام احمد رضا کے عربی اشعار کا ایک ۳۵۰ صفحات پر مشتمل مجموعہ مرتب کیا ہے جسے رضا اکیڈمی لاہور اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے باہمی اشتراک سے "بساتین الغفران" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔۔۔۔ موصوف نے ایک اور تحقیقی مقالہ بعنوان

"الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ"

عربی میں تحریر فرمایا ہے جو کہ مصر سے شائع ہوا۔

تاریخی کارنامہ

☆ ☆ ☆

پاکستان کے مشتاق احمد شاہ الازہری (فاضل جامعہ محمدیہ غوثیہ، بھرہ شریف، سرگودھا) نے تاریخ میں پہلی مرتبہ جامعتہ الازہر (مصر) سے امام احمد رضا کی فقہی خدمات کے حوالے سے تحقیقی مقالہ لکھ کر اعلیٰ درجہ سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے ایم۔ فل کی ڈگری حاصل کرلی۔ موصوف نے ڈاکٹر عبدالفتاح النجار (استاذ فقہ العام، کلیتہ الشریعہ والقانون، جامعہ الازہر) کی نگرانی میں کام کیا۔۔۔۔ ان کے اس تاریخی کارنامہ پر دنیائے اہلسنت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ دنیائے عرب میں اہل سنت و جماعت کا سر فخر سے بلند ہو گیا۔۔۔۔ مشتاق احمد شاہ الازہری کی اس تاریخی کامیابی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا خاص حصہ ہے کہ ادارہ ہی نے تمام تر لٹریچر اور مسودات و مخطوطات فراہم کئے نیز

ادارہ ان کی اس احسن کاوش پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتے ہوئے امسال "امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۸ء" بھی پیش کر رہا ہے۔

امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ' ایم۔ فل' ایم۔ اے

☆ ☆ ☆

جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور کے فاضل علامہ ممتاز احمد سدیدی (ابن علامہ شرف قادری) جامعہ الازہر (مصر) سے ڈاکٹر رزق موسیٰ ابوالعباس (استاذ' کلیتہ الدراسات الاسلامیہ و العربیہ' قسم اللغتہ العربیہ و ادبہا' جامعہ الازہر) کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ایم۔ فل کا مقالہ تیار کر رہے ہیں----

"الشیخ احمد رضا خان البریلوی الہندی شاعرا" عربیا""

قاری فیض الحسن فیضی (تلہ گنگ' چکوال) پشاور یونیورسٹی' پشاور سے ڈاکٹر شیخ فتح الرحمٰن (شعبہ عربی' پشاور یونیورسٹی) کی نگرانی میں درج ذیل موضوع پر عربی میں ایم۔ فل کا مقالہ تیار کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا و اسہامتہ فی تطور لغتہ العربیہ"

حافظ محمد اکرم شیخ نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ عربی سے ایم۔ اے فائنل کے لئے درج ذیل عنوان پر امام احمد رضا کے حوالے سے عربی میں مقالہ تحریر کر کے کامیابی حاصل کرلی۔

"الامام احمد رضا خان البریلوی الحنفی و خدماتہ العلمیتہ والادبیتہ"

سید عتیق الرحمٰن شاہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد سے ایم۔ اے (عربی) کے لئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

"الامام احمد رضا و ثارہ الادبیتہ باللغیتہ العربیہ نشرا" و نظما""

☆ ☆ ☆

جامعتہ الازہر' مصر کے ایک استاد امام احمد رضا کے فارسی کلام "ارمغان رضا" کا عربی نثر میں ترجمہ کر رہے ہیں جبکہ مصر کے نامور محقق و مصنف ڈاکٹر شیخ حسین مجیب مصری اس ترجمہ کو عربی نظم میں ڈھالنے کا ارادہ رکھتے ہیں---- نبیرہ امام احمد رضا' علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری نے گذشتہ دنوں پاکستان کا تبلیغی دورہ فرمایا' اس موقع پر ادارہ کے ایک تین رکنی وفد (ڈاکٹر اقبال احمد اخترالقادری' سید محمد خالد قادری' سید زاہد اللہ قادری) نے ملاقات کر کے امام احمد رضا کا عربی مجموعہ کلام "بساتین الغفران" پیش کیا تو انہوں نے اسے اہم اقدام قرار دیتے ہوئے حسن ترتیب و طباعت کی تعریف کی---- ادارہ سنی دنیا اور رضا اکیڈمی کے اشتراک سے بریلی شریف میں "امام احمد رضا کانفرنس" کا شایان شان طریقے سے انعقاد ہوا۔ ممتاز علماء و مشائخ نے مقالات پڑھے جبکہ ہندوستان کے مرکزی وزیر سی۔ ایم۔ ابراہیم مہمان خصوصی تھے---- رضا اکیڈمی بمبئی نے حسب سابق امسال بھی امام احمد رضا کے اشعار کی عکاسی کے مناظر سے مزین کلینڈر شائع کیا جبکہ ایک مجلّہ "یادگار رضا" کے نام سے شائع کیا ہے جس میں امام احمد رضا کی شخصیت سے متعلق اہم مقالات شامل ہیں۔ دریں اثناء ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی (استاد طبیہ کالج' دہلی یونیورسٹی) نے حدائق بخشش کے مختلف ایڈیشنوں کی

روشنی میں جو جدید و مصحح نسخہ تیار کیا تھا اسے بھی رضا اکیڈمی بمبئی نے نہایت خوبصورت کتابت کے ساتھ دیدہ زیب ڈیلکس ایڈیشن کی صورت میں آرٹ پیپر پر شائع کیا ہے----

امام احمد رضا کے خلیفہ ملک العلماء مولانا ظفرالدین رضوی نے امام احمد کی تصانیف سے احادیث کا جو مجموعہ "صحیح البہاری" کے نام سے مرتب کیا تھا اس کی جلد اول کا مخطوطہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کو دستیاب ہو گیا ہے اور علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی نگرانی میں اس پر جدید خطوط پر کام ہو رہا ہے---- نیز رضا فاؤنڈیشن لاہور نے فتاویٰ رضویہ جدید کی اب تک بارہ جلدیں شائع کر دی ہیں۔

تحریک فکر رضا ممبئی نے "العطیفتہ الکریمہ" کا ہندی ترجمہ شائع کیا ہے---- علامہ سید آل رسول نظمی مارہروی کنزالایمان اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے تفسیری حاشیہ کا ہندی ترجمہ فرما رہے ہیں----

رضا اکیڈمی بمبئی نے کنزالایمان کا ہندی ترجمہ شائع کیا ہے' مترجم مولانا حاجی محمد توفیق رضوی ہیں---- علامہ حافظ عبدالکریم (بنگلہ دیش) نے حسام الحرمین کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا ہے جسے رضا اکیڈمی چٹاگانگ نے شائع کیا ہے----

علامہ عبدالستار ہمدانی نے ایک اہم مقالہ "کیا امام احمد رضا اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک ساتھ دارالعلوم دیوبند میں پڑھا تھا؟" تحریر کیا ہے جسے تحریک فکر رضا ممبئی اور ادارہ ہذا نے کثیر تعداد میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا----

☆ ☆ ☆

امسال درج ذیل علماء و مشائخ اور ریسرچ اسکالرز نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا دورہ کیا۔

- مخدوم ڈاکٹر امین میاں برکاتی (سجادہ نشین مارہرہ شریف)
- شیخ عبدالقادر فاکہانی (مدیر ماہنامہ منارالہندی' بیروت)
- علامہ ارشد القادری (بھارت)
- علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی (بہاولپور)
- علامہ مشتاق احمد شاہ الازہری (مصر)
- مفتی محمد معظم احمد (دہلی)
- مولانا محمد معصوم رضا حشمتی
- ڈاکٹر سید محمد عارف (بہاولپور)
- ڈاکٹر جلال الدین نوری (جامعہ کراچی)
- مفتی محمد عالم قادری (خضدار)
- علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)
- مفتی محمد خان قادری (لاہور)
- مفتی محمد ظفر علی نعمانی (جامعہ امجدیہ کراچی)
- علامہ جمیل احمد نعیمی (جامعہ نعیمیہ کراچی)
- مفتی محمد رفیق درانی (کراچی)
- ملک شیر زمان قادری (کویت) وغیرہم۔

رضا اکیڈمی لاہور' جمعیت اشاعت اہلسنّت کراچی' ادارہ مسعودیہ کراچی' اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ کراچی' بزم عاشقان مصطفےٰ لاہور' مرکزی مجلس رضا لاہور' ادارہ معارف نعمانیہ لاہور' رضا فاؤنڈیشن لاہور' کنزالایمان سوسائٹی لاہور' الرضا اسلامک سینٹر ڈیرہ غازی خان' رضا اکیڈمی بمبئی' تحریک فکر رضا ممبئی' المجمع الاسلامی مبارک پور' سنی رضوی سوسائٹی مانچسٹر' رضا اکیڈمی اسٹاک پورٹ' امام احمد رضا اکیڈمی افریقہ' انجمن فیض رضا سری لنکا وغیرہ ادارے بڑی سرعت سے امام احمد رضا کے افکار پر مبنی لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام
کلام شیخ سعدی
کتبہ گوہر قلم